مُعاشرتی عُلوم

ساتویں جماعت کے لیے



پبلشرز: شیخ سراج الدین اینڈ سنز، اردو بازار، لاہور

برائے: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ- لاہور

تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ : قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارت تعلیم، حکومتِ پاکستان۔

درخت لگائیں
بخت جگائیں



مصنّفین :

- ڈاکٹر حسن عسکری رضوی
- نگہت ناہید

مدیران : سیّد مسعود رضا
سبطِ حسن

نگران : مسز حفصہ جاوید



ناشر : شیخ سراج الدین اینڈ سنز، اردو بازار، لاہور

مطبع : صبح نو آرٹ پریس لاہور

مُعاشرتی عُلوم

سات‍ویں جماعت کے لیے



شیخ سراج الدین اینڈ سنز، اردو بازار، لاہور

برائے

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ — لاہور

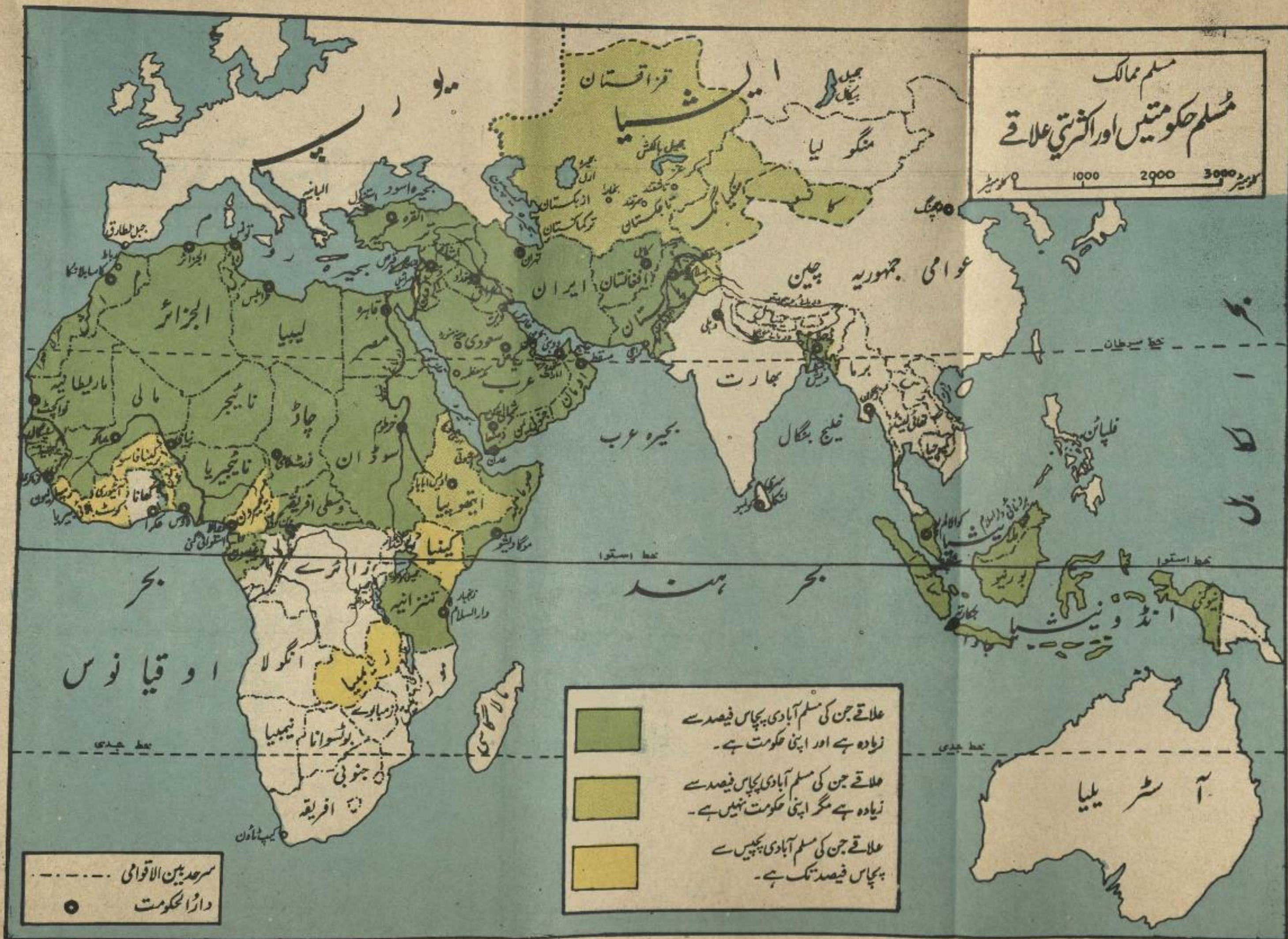
تاریخ اشاعت	طباعت	ایڈیشن	تعداد اشاعت
مارچ 1989	دہم	اوّل	1,46,000

فہرست مضامین

پھیلے
ترقی ،
ایک
یں کرتا۔
مختلف
بسنے

پاکستان
ہیں۔
کی سطح
الک کئی
الک میں
الک صنعتی

جا سکتا
ثر اور
یں۔ مسلم
بت حاصل



مسلم ممالک
مُسلم حکومتیں اور اکثریتی علاقے
کلومیٹر 0 1000 2000 3000 کلومیٹر
علاقے جن کی مسلم آبادی پچاس فیصد سے زیادہ ہے اور اپنی حکومت ہے۔
علاقے جن کی مسلم آبادی پچاس فیصد سے زیادہ ہے مگر اپنی حکومت نہیں ہے۔
علاقے جن کی مسلم آبادی پچیس سے پچاس فیصد تک ہے۔
سرحد بین الاقوامی
دارالحکومت
یورپ
ایشیا
قزاقستان
منگولیا
عوامی جمہوریہ چین
ایران
افغانستان
بھارت
برما
خلیج بنگال
بحیرہ عرب
بحر ہند
انڈونیشیا
بورنیو
فلپائن
آسٹریلیا
الجزائر
لیبیا
مصر
ماریطانیہ
مالی
نائیجر
چاڈ
سوڈان
نائیجیریا
ایتھوپیا
کینیا
تنزانیہ
زائرے
انگولا
زیمبیا
نمیبیا
بوٹسوانا
جنوبی افریقہ
بحر اوقیانوس
بحیرہ روم
بحیرہ اسود
خط سرطان
خط استوا
خط جدی
کیپ ٹاؤن



بار

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمؕ

①

پاکستان اور مُسلم ممالک

دُنیا کے نقشے کے مطالعے سے معلُوم ہوتا ہے کہ مُسلمان ممالک کئی برِّاعظموں میں پھیلے ہُوئے ہیں۔ اِن میں سے کافی ممالک ایک دُوسرے سے متّصِل ہیں۔ اِن ممالک کی مُعاشرتی، سیاسی اور اِقتصادی زندگی پر اِسلام کی بہُت گہری چھاپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک مُسلمان اپنے مُلک سے کسی دُوسرے اِسلامی مُلک جاتا ہے تو وہ زیادہ اجنبیّت محسُوس نہیں کرتا۔ اگرچہ اِن ممالک کی زبان، رہن سہن کے طریقے اور سماجی حالت ایک دُوسرے سے بہُت مختلِف ہے، لیکن اِسلام نے زبان، رنگ اور نسل کے فرق کو ختم کر دیا ہے۔ اِن ممالک میں بسنے والے مُسلمان مِل کر اِسلام کی عالمی برادری یعنی ملّتِ اِسلامیہ بناتے ہیں۔

اگر مُسلم ممالک کے نقشے پر غور کریں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بیشتر مُسلم ممالک پاکِستان کے شمال مغرب اور مغرب میں واقع ہیں۔ یہ مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ کے اِسلامی ممالک ہیں۔ پاکِستان کے مشرق میں اہم اِسلامی ممالک بنگلہ دیش، ملائیشیا اور اِنڈونیشیا ہیں۔ مُسلم ممالک کی سطحِ زمین پہاڑوں، دریائی میدانوں، سطوحِ مرتفع اور ریگستانوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ مُسلم ممالک کئی برِّاعظموں میں واقع ہیں، اِس لیے ان کی آب و ہَوا میں کافی فرق ہے۔ اکثر ممالک میں زراعت سب سے بڑا ذریعۂ معاش ہے۔ بعض معدنی دولت سے مالامال ہیں اور کُچھ ممالک صنعتی مَیدان میں ترقّی کی منازل طے کر رہے ہیں۔

مُسلم ممالک کی اہمیّت:

کِسی مُلک کی جغرافیائی، معاشی اور دفاعی اہمیّت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دُنیا کے کِس حصّے میں واقع ہے۔ اس مُلک میں کِس قسم کے معدنی ذخائر اور زرعی دولت ہے اور کون سے اہم تجارتی راستے اس مُلک کے قریب سے گزرتے ہیں۔ مُسلم ممالک کو اپنے رقبے کی وسعت، محلِ وقوع اور معدنی دولت کی وجہ سے دفاعی اہمیّت حاصل

ہو گئی ہے اور تمام دُنیا اِس اہمیّت کو تسلیم کرتی ہے۔

مُسلم ممالک دُنیا کے وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ بہُت سے ممالک ایسے خطوں میں واقع ہیں جو خلیج فارس اور بحرِ ہند کے دفاع کے لیے اہمیّت کے حامل ہیں۔ کئی تنگ بحری راستے مُسلم ممالک میں ہیں یا اِن کے قریب واقع ہیں۔ خلیج کے دونوں طرف مسلم ممالک ہیں اور یہ راستہ تمام دُنیا کو تیل مہیّا کرنے کے لیے بہت اہم ہے۔ ترکی کے درۂ دانیال اور آبنائے باسفورس دفاعی اِعتبار سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ بحیرۂ رُوم سے بحیرۂ اسود میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ رُوس جیسی عالمی طاقت کو بحیرۂ روم میں داخل ہونے کے لیے اِسی راستے سے گزرنا پڑتا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا میں ایک اہم بحری راستہ آبنائے ملاکا سے گزرتا ہے جو کہ اِسلامی ملک ملائیشیا کے ماتحت ہے۔ اگر اس راستے کو بند کر دیا جائے تو بحری نقل وحمل اور بین الاقوامی تجارت درہم برہم ہو جائے گی۔

تجارتی اور بحری نقل وحمل کے لیے نہر سویز بڑی اہمیّت کی حامل ہے۔ یہ بحیرۂ روم کو بحیرۂ قلزم سے ملاتی ہے۔ نہر سویز کی وجہ سے یورپ اور ایشیائی ممالک کے درمیان فاصلہ کافی کم ہو گیا ہے۔ ہر روز بہت سے تجارتی اور تیل بردار جہاز نہر سویز سے گزرتے ہیں۔ یہ نہر اِسلامی مُلک مصر کی سرزمین میں واقع ہے۔

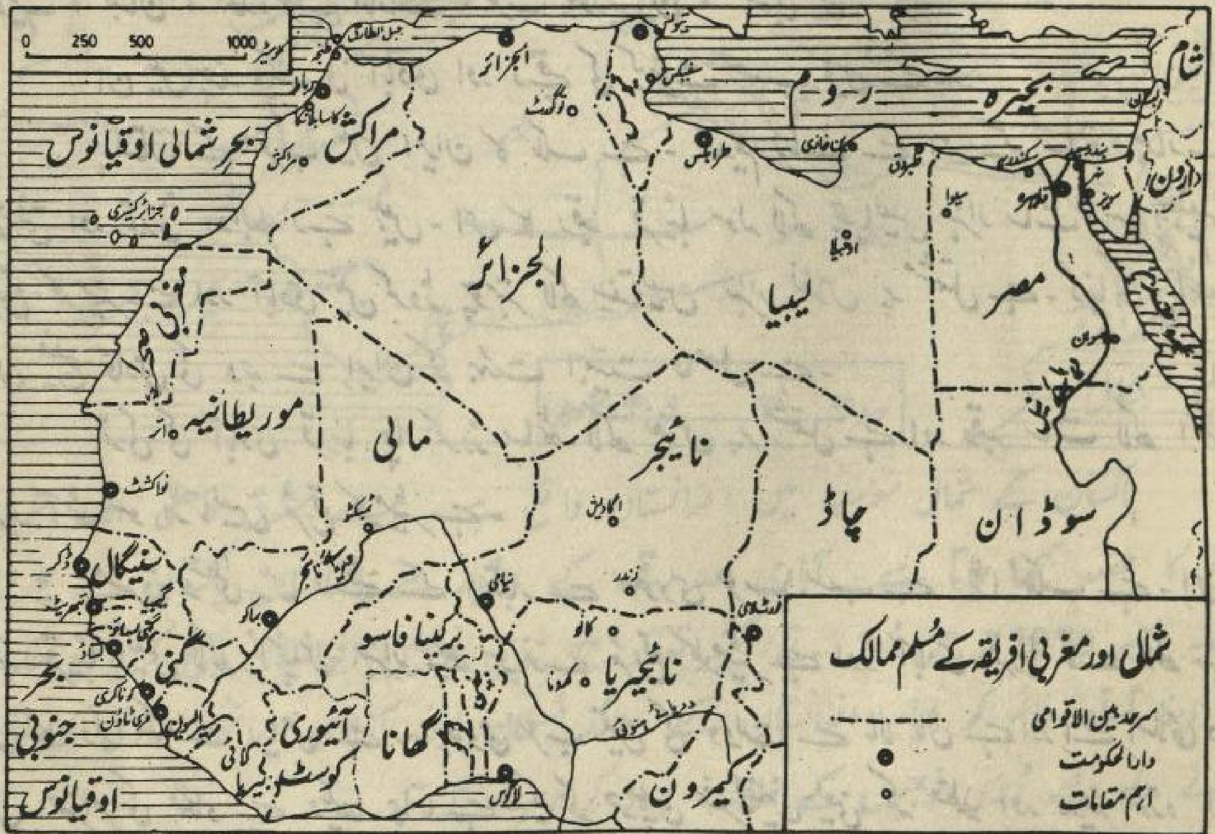
افریقہ اور ایشیا کے کئی اسلامی ممالک بحرِ ہند اور بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہیں۔ ان میں صومالیہ، عرب جمہوریہ یمن اور جنوبی یمن، پاکستان اور انڈونیشیا شامل ہیں۔ برونائی دارالسّلام بحرالکاہل اور جزائر مالدیپ بحرِ ہند میں واقع ہیں۔ ایشیا اور مشرق بعید سے یورپ کے درمیان تجارت کے تمام بحری راستے بحرِ ہند سے گزرتے ہیں، جس کی وجہ سے ساحل پر واقع اسلامی ممالک کو بڑی اہمیّت حاصل ہے۔ اِس کے علاوہ مشرق اور مغرب کے درمیان تمام بڑے ہوائی راستے مسلم ممالک سے گزرتے ہیں۔

بہُت سے اِسلامی ممالک معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔ خلیج اور مشرقِ وسطیٰ کے کئی ممالک خصوصًا سعودی عرب، کویت، عراق، اِیران اور لیبیا میں بہت بڑی مقدار میں خام تیل نِکلتا ہے۔ دُنیا کے بیشتر ممالک اِن مُسلم ممالک سے تیل حاصل کرتے ہیں۔ یہ تیل اور اس سے تیار شدہ پٹرولیم کی اشیا ان ممالک کی اِقتصادیات اور دفاعی منصوبوں کے لیے بہُت ضروری ہیں۔ خام تیل کے علاوہ مُسلم ممالک میں دُوسری اہم معدنیات بھی مِلتی ہیں۔ ان میں یورینیم اور قدرتی گیس قابلِ ذکر ہیں۔ زرعی پیداوار میں کپاس، گندم، چاول

پٹ سن اور خوردنی تیل کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔

افریقہ کے مُسلم ممالک

برِاعظم افریقہ میں بیس ممالک ایسے ہیں جن میں مُسلمانوں کی آبادی پچاس فی صد سے زیادہ ہے۔ ان کے نام یہ ہیں، الجزائر، تیونس، جبوتی، چاڈ، سوڈان، سنیگال، صومالیہ، جزیرہ کوموروس، گیمبیا، جمہوریہ گنی، لیبیا، مراکش، مالی، موریطانیہ، مصر، نائیجیریا اور نائیجر، بیغن، موزنبیق، مغربی صحرا۔ اور نو کی آبادی پچاس فی صد ہے۔



رقبے کے اعتبار سے سوڈان سب سے بڑا مُلک ہے۔ اِس کا رقبہ قریبًا پچیس لاکھ پانچ ہزار آٹھ سو تیرہ مُربّع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی قریبًا دو کروڑ ہے اور اس کے دارالحکومت کا نام خرطوم ہے۔ قومی زبان عربی ہے لیکن انگریزی بھی اچھی خاصی سمجھی جاتی ہے۔

رقبے کے اعتبار سے الجزائر دُوسرا بڑا مُلک ہے۔ اِس کا رقبہ قریبًا تئیس لاکھ اکاسی ہزار سات سو اکتالیس مُربّع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ایک کروڑ اکانوے لاکھ بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اِس کے دارالحکومت کا نام الجیئر ہے۔ قومی زبان عربی ہے۔

اِس کے علاوہ لیبیا اور مصر دو اہم ممالک ہیں۔ لیبیا کا رقبہ قریبًا سترہ لاکھ اُنسٹھ ہزار پانچ سو چالیس مُربّع کلومیٹر ہے۔ اِس کی آبادی ستائیس لاکھ آٹھ ہزار اور دارالحکومت کا نام

ٹریپولی ہے۔ مصر کا رقبہ قریبًا دس لاکھ ایک ہزار چار سو اُنچاس مربع کلومیٹر ہے اس کی آبادی قریبًا چار کروڑ ہے اور دارالحکومت کا نام قاہرہ ہے۔

مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک

اس خطّے میں نام نہاد اسرائیل کے علاوہ تمام ممالک اِسلامی ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک کے نام یہ ہیں۔ اُردن ، اومان ، ایران ، بحرین ، ترکی ، سعودی عرب ، شام ، عراق ، قطر، کویت ، لبنان ، متّحدہ عرب امارات ، عرب جمہُوریہ یمن ، جنوبی یمن۔

ان میں چند ایک کی آبادی اور رقبے کی کیفیت حسبِ ذیل ہے :۔

پاکستان کے مغرب میں اِیران کا مُلک ہے۔ قدیم زمانے سے اس کے ساتھ ہمارے ثقافتی اور تمدنی روابط رہے ہیں۔ اس کا رقبہ قریبًا سولہ لاکھ چھیالیس ہزار سات سو چھبّیس مُربّع کلومیٹر ہے اور آبادی تین کروڑ چوہتر لاکھ سینتالیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ دُنیا کی سیاست میں خلیج فارس کی وجہ سے اِیران کو بہُت اہمیّت حاصل ہے۔

ترکی کی آبادی قریبًا چار کروڑ ساٹھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور رقبہ سات لاکھ اٹھہتر ہزار آٹھ سو اڑتالیس مُربّع کلومیٹر ہے۔

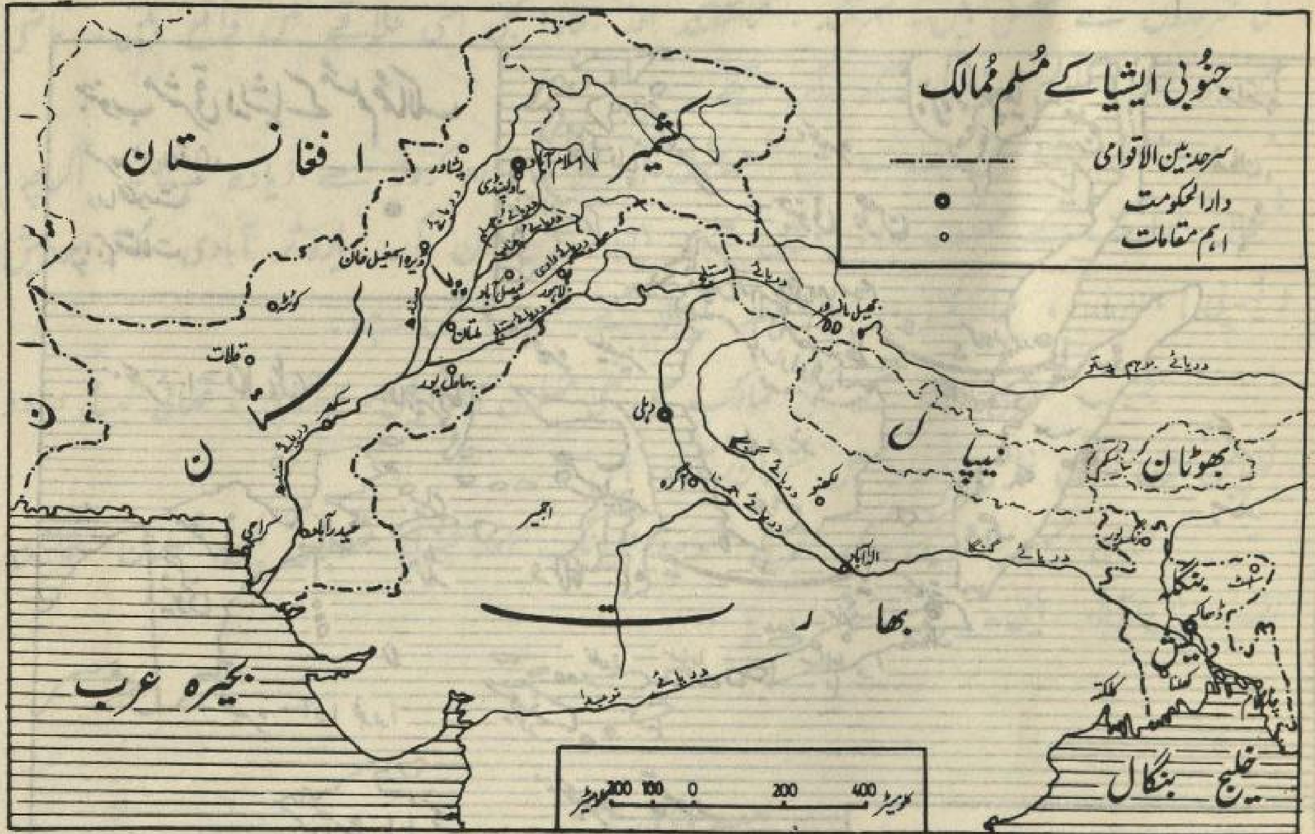
مشرقِ وسطیٰ میں رقبے کے اعتبار سے سعودی عرب سب سے بڑا مُلک ہے۔ اِس کا رقبہ قریبًا اکیس لاکھ اُنچاس ہزار چھے سو نوّے مُربّع کلومیٹر ہے اور آبادی قریبًا نوّے لاکھ ہے۔ اس کا دارالحکومت ریاض ہے۔ سعودی عرب تیل کی دولت سے مالا مال ہے اور اِسے اِسلامی دُنیا میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ اس سرزمین پر واقع ہیں۔

جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک

جنوبی ایشیا میں پاکستان ، بنگلہ دیش اور مالدیپ اِسلامی ممالک ہیں۔

اس خطّے میں پاکستان کو سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے بہُت اہم مقام حاصل ہے۔ پاکستان کا رقبہ قریبًا سات لاکھ چھیانوے ہزار چھیانوے مُربّع کلومیٹر اور آبادی ایک اندازے کے مطابق دس کروڑ سے زیادہ ہے۔

مالدیپ چند جزائر پر مشتمل اِسلامی مُلک ہے جو کہ بحرِ ہند میں سری لنکا سے 650 کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس کے دارالحکومت کا نام مالے ہے۔



پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان واقع ہے۔ اسے مشرقِ وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ آبادی اور رقبے کے اعتبار سے افغانستان پاکستان سے چھوٹا ہے۔ دسمبر 1979ء میں رُوس نے کثیر تعداد میں اپنی فوجیں افغانستان بھیج کر اِس مُلک پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ افغانستان کے بہادُر مُسلمان اپنی آزادی اور خُود مختاری کو بحال کرنے کے لیے رُوسی فوجیوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔

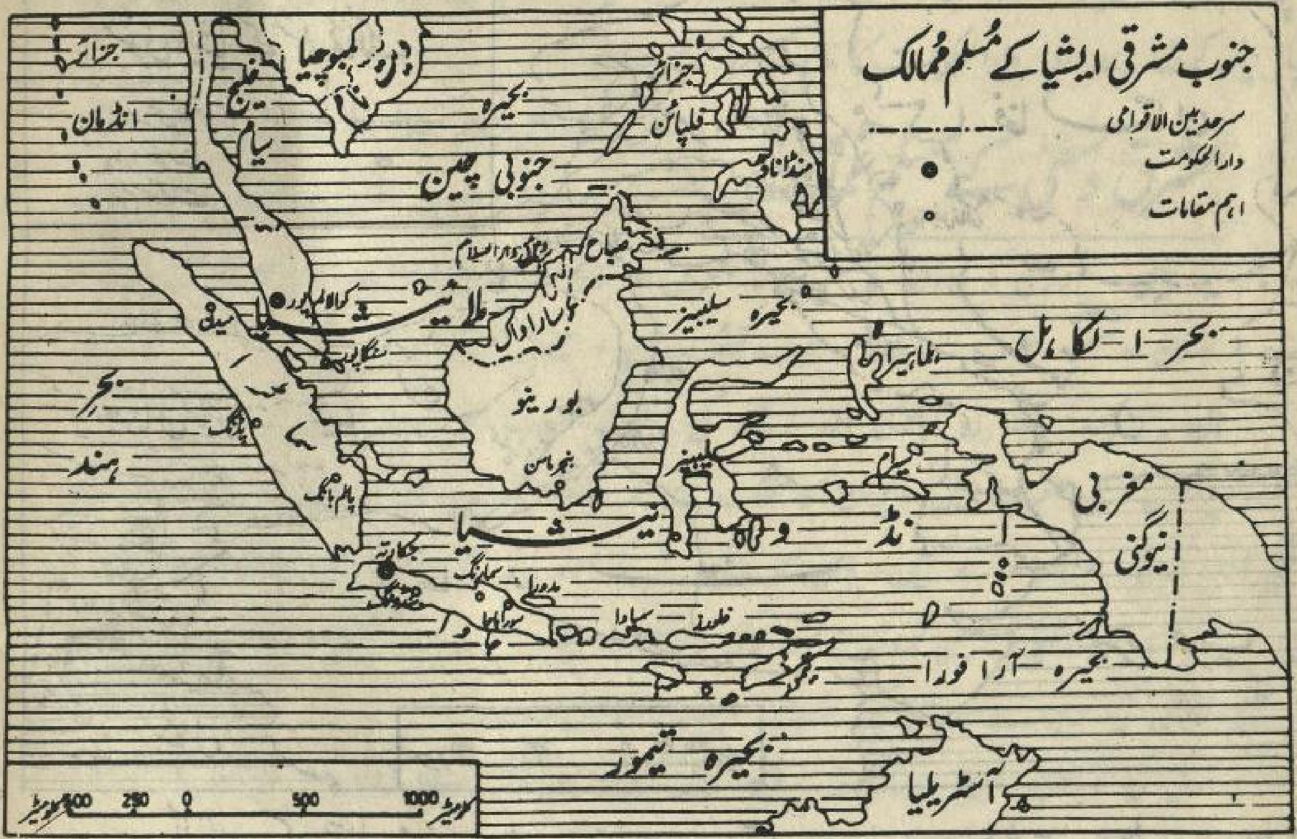
جنوب مشرقی ایشیا کے مُسلم ممالک

اِس خطّے میں دو اہم مُسلم ممالک واقع ہیں۔ یہ انڈونیشیا اور ملائیشیا ہیں۔

انڈونیشیا تیرہ ہزار سے زیادہ جزائر پر مشتمل ہے۔ آبادی کے لحاظ سے یہ سب سے بڑا اِسلامی مُلک ہے۔ اِس کی آبادی قریبًا 14 کروڑ ہے اور رقبہ قریبًا انیس لاکھ تین ہزار چھے سو پچاس مُربع کلومیٹر ہے۔ دارُالحکومت کا نام جکارتا ہے۔

ملائیشیا کا رقبہ قریبًا تین لاکھ اُنتیس ہزار سات سو انچاس مُربع کلومیٹر اور آبادی قریبًا سوا کروڑ ہے۔ اِس کے دارُالحکومت کا نام کوالالمپور ہے۔ دُنیا کی ربڑ اور ٹن کی

پیداوار کا قریباً ایک تہائی اس مُلک میں ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ ملاکا کی اہم بحری گزرگاہ



ملائیشیا کے پاس ہے۔

وہ ممالک جن میں مُسلمان معقول تعداد میں آباد ہیں

ایسے ممالک کی تعداد بھی کافی ہے جن میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

برِّاعظم افریقہ میں ایتھوپیا (حبشہ)، سیرالیون، لائبیریا، گنی بساؤ، ملاوی، کیمرون، ٹوگو، تنزانیہ، کینیا، برکینا فاسو، اپروولٹا، آئیوری کوسٹ، مورشیش، یوگنڈا اور گھانا کے نام مشہور ہیں۔

برِّاعظم یورپ میں البانیہ، یُونان، بلغاریہ، یوگوسلاویہ اور جزیرہ قبرص قابلِ ذکر ہیں۔ اِس کے علاوہ مُسلم ممالک کے کافی شہری روزگار کی تلاش یا کاروبار کے سِلسلے میں مغربی یورپ کے ممالک میں آباد ہو گئے ہیں۔ اِس طرح نقل مکانی سے کینیڈا اور امریکہ میں بھی مُسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہُوا ہے۔

وسطِ ایشیا کے رُوسی علاقوں میں مُسلمان کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ اِن میں آذربائیجان اُزبکستان، تُرکستان اور تاجکستان کے نام کافی مشہور ہیں۔ یہ علاقے ترکی، اِیران اور افغانستان

کی سرحدوں سے متّصل ہیں۔ سمرقند، تاشقند اور بُخارا بھی اسی علاقے میں واقع ہیں۔ ماضی میں یہ شہر اسلامی تہذیب کے مراکز تھے۔

جنوبی ایشیا میں بھارت میں مُسلمانوں کی آبادی بارہ کروڑ سے زیادہ ہے۔ اگرچہ مُسلمان بھارت کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں، لیکن ان کی زیادہ تر آبادی اُتر پردیش (یُو-پی)، بہار، مہاراشٹر، آسام اور کیرالا کے صُوبوں میں ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا کے کئی ممالک میں بھی مُسلمان آباد ہیں۔ سنگاپُور، تھائی لینڈ اور فلپائن میں اچھّی خاصی تعداد میں مُسلمان آباد ہیں۔

عوامی جمہُوریہ چین کے مغربی صُوبہ سنکیانگ اور جنوبی صُوبوں میں مُسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

سوالات

(ا) مختصر جواب دیں۔

1- عالمی سطح پر مُسلمان ممالک کو جو اہمیّت حاصل ہے، اس پر جامع مضمون لکھیے۔

2- برِّاعظم افریقہ میں واقع مُسلم ممالک کون کون سے ہیں؟

3- رقبے کے لحاظ سے کون سا مسلم مُلک سب سے بڑا ہے؟

4- ان ممالک کے نام لکھیے جو مسلم ممالک تو نہیں البتّہ وہاں مُسلمان معقول تعداد میں آباد ہیں۔

5- برِاعظم ایشیا میں واقع مسلم مُمالک کے نام لکھیے، نیز یہ بھی بتائیں کہ آبادی کے لحاظ سے کون سا اِسلامی مُلک اِس خطّے میں سب سے بڑا ہے؟

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں، ان کے سامنے "ص" اور جو غلط ہیں، اُن کے سامنے "غ" لکھیں۔

I- پاکستان کا شمار جنوبی ایشیا کے مُسلم ممالک میں ہوتا ہے۔

II- پاکستان کا شمار جنوب مشرقی ایشیا کے مُسلم ممالک میں ہوتا ہے۔

III- انڈونیشیا، آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی مُلک ہے۔

IV- مشرقِ وسطیٰ کے بیشتر ممالک معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔

V- افریقہ اور ایشیا کے کئی اِسلامی ممالک بحرِ ہند اور بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہیں۔

(ج) عملی کام

برِاعظم ایشیا اور افریقہ کے علٰحدہ علٰحدہ خاکے بنائیں اور ان برِاعظموں میں واقع مُسلم ممالک دِکھائیں۔

---

②

اِسلامی مُعاشرہ

اِسلام سے پہلے عرب مُعاشرے کی حالت :

ظہُورِ اسلام سے پہلے کے دَور کو "زمانۂ جاہلیّت" کہا جاتا ہے۔ اِس دَور میں عربوں کی مذہبی، مُعاشرتی، سیاسی اور اِقتصادی حالت سخت خراب تھی۔ پُورا مُعاشرہ جہالت، کُفر اور گمراہی میں مُبتلا تھا۔ اُنھیں نظامِ حکُومت و ریاست کا کچھ پتا نہ تھا اور معاشرے میں اِنسانی قدروں کو پامال کیا جاتا تھا۔

مذہبی زِندگی

اِسلام کی آمد سے پہلے عربوں میں بُت پرستی عام تھی۔ ہر قبیلے کا اپنا خُدا تھا اور اپنے دیوی دیوتا تھے۔ بُتوں کے علاوہ یہ لوگ سُورج، چاند، سِتاروں اور ہَوا کی پُوجا کرتے تھے۔ وہ توہّمات میں بھی مُبتلا تھے۔ دیوتاؤں کو خُوش کرنے کے لیے اِنسانی قُربانی کا رواج تھا۔

زمانۂ جاہلیّت کے عربوں نے خانہ کعبہ کو بُتوں سے بھر رکھا تھا۔ یہاں پر ایک سالانہ میلہ لگتا تھا جس میں ناچنا، گانا اور شراب پینا مذہبی رُسُومات کا حصّہ سمجھا جاتا تھا۔

مُعاشرتی زِندگی

اس زمانے کی معاشرت اور بُود و باش بہُت خراب تھی۔ کِسی جامع ضابطۂ اخلاق کے نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر دنگا فساد اور قتل وخُون ہونا معمولی بات تھا۔ باہمی مخالفتیں اور دُشمنیاں بہُت طویل عرصہ چلتی تھیں۔ اکثر اوقات یہ ذاتی معاملے قبائل کے مابین جھگڑوں کی صُورت اِختیار کر لیتے تھے اور پُشت ہا پُشت چلتے رہتے تھے۔

اس دَور میں عورتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ انھیں کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ کسی عورت کو باپ، خاوند یا کِسی رِشتے دار کے ترکے سے کوئی حصّہ نہیں ملتا تھا۔ اکثر لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔

اِس مُعاشرے میں غریبوں ، بیواؤں ، یتیموں اور کمزور لوگوں کو کوئی تحفظ حاصل نہ تھا۔ طاقت وَر اور امیر لوگ اپنی من مانی کرتے تھے اور انھوں نے دُوسرے لوگوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت عام تھی۔ اُن کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ آقا کو غلاموں اور لونڈیوں کی زندگی پر مکمل اِختیار ہوتا تھا۔

سیاسی زِندگی

زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ سب سے اہم اِکائی تھا۔ عرب مختلف قبائل میں بٹے ہُوئے تھے۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا ، جو حاکمِ اعلیٰ سمجھا جاتا تھا اور اس کے قبیلے کے تمام افراد اس کے وفادار ہوتے تھے۔

مرکزی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے یہ قبیلے خُود مختار تھے اور طاقت ور قبیلہ کمزور قبیلے کو اپنے زیرِ تسلط لانے کی فکر میں رہتا تھا۔ اِس کے علاوہ جنگ میں جیتنے کی صورت میں مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لالچ کی وجہ سے بھی قبیلوں کا باہمی تصادم رہتا تھا۔

جنگی قیدیوں اور زخمیوں سے نہایت غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔

اِقتصادی زندگی

عرب کے لوگ زیادہ تر خانہ بدوش تھے اور مویشی پال کر گزارہ کرتے تھے۔ عربوں میں قریش کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ قریش تجارت کے پیشہ سے منسلک تھے اور دُوسرے عربوں کی نسبت خوش حال تھے۔ کچھ قبائل کاشت کاری بھی کرتے تھے۔

عرب دُنیا میں سُود کا کاروبار عام تھا۔ سُود کا کاروبار یہودی کرتے تھے جو غریب کاشت کاروں کو سخت شرائط پر قرضے دے کر انھیں لوٹتے رہتے تھے۔ ان یہودیوں نے سُود در سُود کا ایسا جال پھیلایا ہُوا تھا کہ جس نے ایک دفعہ سُود لے لیا وہ اُن کے چنگل سے بآسانی نکل نہیں سکتا تھا۔

ظہُورِ اسلام :

جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی نبوّت کا اِعلان کیا تو زمانہ جاہلیّت کا خاتمہ شروع ہُوا۔ آپؐ نے عربوں کو کُفر کی تاریکیوں سے نکال کر ان کے دِلوں کو اِیمان کی روشنی سے منوّر کیا۔ اِن لوگوں کی حالت دُرست کرنے کے لیے توحید کا پیغام دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ خُدا ایک ہے اور وہی سب کا خالق ہے۔ اُس نے ہر شے

بنائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اِس کا کوئی ثانی نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عربوں کو تلقین کی کہ وہ بُتوں کی پُوجا چھوڑ کر ایک خُدا کے سامنے جُھکیں جو سب کا مالک ہے اور اپنی زندگیاں اس کے مقرر کردہ اصولوں کے مُطابق گزاریں۔ آپؐ نے زندگی کے اِسلامی تصوّر کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

اِسلام کی تعلیمات کی بدولت عربوں نے اِسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ جب کافروں نے دیکھا کہ اِسلام تیزی سے مقبول ہو رہا ہے تو انھوں نے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو بہُت تنگ کرنا شروع کیا۔ لیکن آپؐ اشاعتِ اِسلام میں مصروف رہے اور اپنے دشمنوں سے نہایت خُوش اخلاقی سے پیش آتے رہے اور انھیں اِسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

جب مکّے میں کافروں نے آپؐ کو بہُت تنگ کیا تو آپؐ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے مکّے سے یثرب (مدینہ منوّرہ) ہجرت فرمائی۔ مدینے کے بسنے والوں نے آپؐ کا زبردست خیر مقدم کیا۔

اِسلام کا مذہبی زندگی پر اثر:

اِسلام نے بُتوں کی پُوجا کے تصوّر کو رد کرتے ہُوئے توحید کا نظریہ پیش کیا۔ اللہ تعالےٰ قادرِ مطلق ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم سب کا وہی مالک ہے اور ہمیں اسی کے آگے سر جُھکانا چاہیے۔

اِنھی اِسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہو کر عربوں کی مذہبی زندگی میں تبدیلی آئی۔ انھوں نے بُتوں کی پُوجا چھوڑ کر ایک خُدا کی عبادت شروع کر دی۔ خانہ کعبہ کو بُتوں سے پاک کیا گیا۔ ارکانِ اسلام، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو اپنانے سے اُن کی اِنفرادی اور اِجتماعی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ اِس طرح ان کی مُعاشرتی زندگی نے نیا رنگ اپنایا۔

اِسلام کا معاشرتی زندگی پر اثر:

رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مکّے سے مدینے ہجرت کرنے کے بعد صحیح معنوں میں اسلامی معاشرے کا عملی طور پر آغاز کیا۔ آپؐ نے سب سے پہلے جگہ خرید کر مُسلمانوں کے تعاون سے ایک مسجد تعمیر کی۔ یہ مسجد اسلامی معاشرے کا پہلا مرکز تھی۔

اسلام میں معاشرتی زندگی کی بنیاد بھائی چارے، اُخوّت، رواداری اور اعلیٰ اخلاق پر

ہے۔ اس کا عملی مظاہرہ اس وقت ہُوا جب مسلمان مکّے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچے۔ ان میں سے اکثر خالی ہاتھ آئے تھے۔ مدینے کے مقامی لوگ جنھیں "انصار" کہا جاتا ہے، نے مہاجروں کی فراخدلی سے مدد کی۔

حضورؐ نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کو اپنے پاس بُلا کر فرمایا کہ آج سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ اُخوّت اور بھائی چارے کے جذبے کے تحت انصارِ مدینہ نے اپنی دولت اور جائداد میں مہاجرین کو شریک کیا۔ مدینے میں جس بھائی چارے اور حُسنِ سلوک سے اسلامی معاشرے کا آغاز ہُوا اِس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

اِسلام نے رنگ، نسل اور زبان کی تمیز کو ختم کر کے مساوات کا درس دیا۔ حضُورِ اکرم صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّمَ نے نسلی گھمنڈ اور دولت کے غرور کو بہت بڑی بُرائی قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ "کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر کوئی بڑائی نہیں۔ تُم سب آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدمؑ مٹّی سے بنا تھا۔"

اِسلام نے سادہ مگر صاف سُتھری زندگی گزارنے پر زور دیا۔ فضُول خرچی، غیر ضروری نمُود و نمائش، بے معنی رسُومات اور توہّمات سے پرہیز کرنے کا درس دیا۔ دوسروں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا، کمزور افراد، بیماروں اور غریبوں کا خیال رکھنا اِسلام کے مُعاشرتی اصولوں میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بزرگوں کا اَدَب کرنا اور اپنے سے چھوٹوں سے پیار کو بھی لازم قرار دیا ہے۔

اِسلامی مُعاشرے میں عورت کو بُلند مقام حاصل ہے۔ عورت ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا درجہ رکھتی ہے۔ اِسلام نے عورتوں کے حقُوق مقرّر کیے ہیں اور اُنھیں باعزّت حیثیت عطا کی ہے۔ حضُور اکرم صَلّیَ اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّمَ عورتوں کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ حجّۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے معاملے میں خُدا سے ڈرو۔ تُمھارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تُم پر۔

اِسلامی مُعاشرے کی بنیاد عدل و اِنصاف پر ہے۔ کسی کا حق غصب نہیں کرنا چاہیے اور قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں۔ اگر کسی کا جُرم ثابت ہو جائے تو اُسے اِسلامی اصُولوں کے مطابق سزا ضرُور ملنی چاہیے۔ ایک دفعہ ایک مشہُور قبیلے کی عورت چوری کے جُرم میں گرفتار ہُوئی۔ کچھ لوگوں نے حضُور اکرم صَلّیَ اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّمَ سے اِس

عورت کی رہائی کی سفارش کی۔ آپؐ نے فرمایا، "خُدا کی قسم، اگر محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اُسے بھی سزا ملتی۔" اِسلامی اِنصاف کا معیار یہ ہے کہ بغیر کسی رعایت اور خوف کے اِنصاف مہیّا کیا جائے۔

اِسلام کا سیاسی زِندگی پر اثر :

اِسلام نے سیاسی زِندگی کو اللہ تعالےٰ کے اِقتدار اعلیٰ کی بُنیاد پر مرتّب کرنے کا آغاز کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اِختیارات کا منبع خُدائے بزرگ و برتر ہے جس کے احکام رسُولِ پاک صَلّیَ اللہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلّمَ کے ذریعے بندوں تک پہنچے۔ کوئی حاکمِ وقت ان حدُود سے تجاوز نہیں کر سکتا جن کا تعیّن اِسلام نے کر دیا ہے۔

حضرت مُحمّدؐ صَلّی اللہ عَلَیہ وَ آلِہٖ وَسَلّمَ نے باہمی مشورے کو امورِ حکومت چلانے کے لیے ضروری قرار دیا۔ تمام معاملات کو باہم مشاورت سے طے کرنا چاہیے۔ حضُور اکرم صَلّیَ اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّم اور خلفائے راشدینؓ مسجد میں جا کر مُسلمانوں کی رائے لیتے اور حکومت کے ضروری امور اُن کے مشورے سے طے کرتے تھے۔ لوگوں کو نہ صرف اپنی رائے کے اِظہار کی آزادی تھی بلکہ وہ خلیفۂ وقت اور دیگر حکام کی کارکردگی پر تنقید بھی کر سکتے تھے۔ اس طرح نبی پاک صَلّی اللہ عَلیہ وَآلِہٖ وَسَلّمَ اور خلفائے راشدینؓ نے اہلِ عرب کو جمہوریّت کی راہ پر ڈالا۔

اِسلام نے عدل و انصاف، نظم و ضبط، قانون کے احترام کو اچھے معاشرتی اور سیاسی نظام کی بنیاد قرار دیا۔ معاشرے میں لوگوں کی معاشی بدحالی دُور کرنے اور دولت کو انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ کا نظام رائج کیا گیا۔ زکوٰۃ سے حاصل شدہ دولت کو اشاعتِ دین اور غرباء و مساکین کی مدد پر صرف کیا جاتا تھا۔ ایسا کرنے سے غریب لوگوں کو اپنی حالت بہتر بنانے کا موقع ملتا ہے۔

خلفائے اسلامؓ نے سادہ زندگی گزارنے کی روایت قائم کی۔ خلیفہ اسی قسم کا لباس پہنتا تھا جیسا عام آدمی پہنتے تھے۔ خوراک میں بھی سادگی ہوتی تھی۔ عام آدمی کو خلیفہ تک بآسانی رسائی حاصل تھی۔

اِسلام کا اِقتصادی زندگی پر اثر :

اسلام کے ظہور کے بعد عربوں کی اقتصادی زندگی میں کئی نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ اقتصادیات کی بنیاد دولت کی منصفانہ تقسیم اور لین دین میں اِنصاف پر رکھی گئی ہے۔

لوگوں کو اپنی پسند کا پیشہ منتخب کرنے کی اجازت تھی۔ کسی مالک یا کام کرانے والے کو اجازت نہ تھی کہ وہ مزدور کی اُجرت نہ دے یا بہت کم اُجرت دے۔

اِسلام نے سُود کی لعنت کو ختم کر دیا۔ ماضی میں سُود کے نظام کی موجودگی کی وجہ سے عرب افلاس کا شکار تھے۔ اِسلام نے سُود کو بالکل ختم کر کے نہ صرف عام آدمی کی غربت کو کم کیا بلکہ ایک ایسے نظام کا خاتمہ کر دیا جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔

اِسلام نے بیت المال قائم کیا۔ بیت المال کی حیثیت ریاست میں مرکزی بینک کی سی ہوتی ہے۔ بیت المال کی آمدنی کے بڑے ذرائع زکوٰۃ، جزیہ، عُشر، خراج، فئ اور مالِ غنیمت ہیں۔ زکوٰۃ کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے۔ یہ ایک طرح کا دولت ٹیکس ہے۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو غیر مُسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ اِس کے عوض ریاست غیر مسلموں کو تحفظ مہیا کرتی ہے۔ عُشر کا ٹیکس زرعی پیداوار پر لگایا جاتا ہے۔ یہ پیداوار کا دسواں حصّہ ہوتا ہے۔ خراج، اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں علاقوں کے غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ جو مال کافروں سے بن لڑے ہاتھ آئے اسے فئ کہتے ہیں۔ مال غنیمت سے مُراد دُشمن کی املاک اور دولت ہے جو اِسلامی فوج کی تحویل میں آجائے۔

حضرت عُمرؓ نے بیت المال کے نظام کو مزید بہتر بنایا۔ آپؓ نے بیت المال کے حساب و کتاب کے لیے عُمال مقرر کیے۔ دارالخلافہ کے علاوہ صُوبوں اور دیگر اہم جگہوں پر بیت المال قائم کیے۔

اشاعتِ اسلام :

رسُولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی میں اِسلام کا پیغام دُور دُور تک پھیل گیا تھا۔ آپؐ نے مُختلف قبائلی سرداروں کو خطوط لکھے اور اِسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

اکثر نے اِسلام قبول کر لیا۔ آپؐ نے حبشہ ، روم ، اِیران اور مصر کے حکمرانوں کو بھی اِسلام کی دعوت دی۔ اِس کے علاوہ مُسلم مُبلغین ، تاجروں ، اِسلامی فتوحات اور عرب آباد کاروں سے اِسلام کی اِشاعت میں مدد ملی۔

خلفائے راشدینؓ ، خصوصًا خلیفہ دوم حضرت عُمرؓ کے زمانے میں اشاعتِ اِسلام کا کام نہایت تیزی سے ہُوا۔ اِسلامی سلطنت بہُت وسیع ہو گئی۔ نہ صرف شام ، لبنان ، فلسطین اور مصر پر مُسلمانوں نے فتح حاصل کی ، بلکہ شمالی افریقہ کا بیشتر علاقہ اِن کے قبضے میں آیا۔ بعد میں مُسلمان وسطی افریقہ کے بعض علاقوں تک پہنچ گئے۔ دُوسری طرف اِسلامی حکومت کی سرحدیں کابل تک پہنچ گئیں۔ اِسلامی فوجوں کا ایک حِصّہ طارق بن زیاد اور مُوسیٰ بن نُصیر کی قیادت میں سپین فتح کرتا ہُوا فرانس کے جنوبی حصّے تک پہنچ گیا۔ طارق بن زیاد کے جہازوں نے جس مقام پر لنگر ڈالا تھا اِس جگہ کا نام " جبلُ الطارق " پڑا۔ آج کل اسے جبرالٹر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ان علاقوں کے لوگوں نے اِسلامی فوجوں کو خُوش آمدید کہا کیونکہ اکثر علاقوں کے حکمران ظالم تھے اور عوام کی بہتری کی طرف توجّہ نہ دیتے تھے۔ اِسلامی فتوحات سے ایسے ظالم حکمرانوں سے عوام کو نجات ملی۔ عام لوگوں نے مسلمانوں کے حُسنِ اخلاق ، راست بازی اور جذبۂ ایمان سے متأثر ہو کر اِسلام قبول کیا۔ اسلامی مبلّغین نے بھی اِسلامی شعار کا تعارف کروا کے بہُت سے لوگوں کو مُسلمان کیا۔

برِصغیر میں سندھ کے علاقے میں مُسلمان تاجروں کی آمد کا سِلسلہ بنو اُمیہ کے دَور میں شروع ہُوا۔ جو عرب تاجر یہاں آتے ، اُن کے جہاز برِصغیر کے مغربی ساحل سے گُزرتے تھے۔ برِصغیر کے ساحلی علاقوں میں کچھ تاجر آباد بھی ہُوئے۔ ان تاجروں نے اشاعتِ اسلام میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

مشہور سپہ سالار محمّد بن قاسمؒ نے سندھ کے راجا داہر کو شکست دے کو برِصغیر میں اِسلامی سلطنت کی بُنیاد رکھی۔ محمّد بن قاسمؒ نے جس علاقے کو فتح کیا ، وہاں کے رہنے والوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اِسلامی اصُول خصوصًا مساوات اور بھائی چارے کے اصولوں کو لوگوں نے بہُت پسند کیا کیونکہ وہ ذات پات کی بنیاد پر قائم شدہ ہندو معاشرے سے سخت تنگ تھے۔

محمدؐ بن قاسم کے بعد برصغیر پر مختلف مسلمان خاندانوں نے حکومت کی۔ اِس دور میں اِسلام کو خُوب فروغ حاصل ہُوا۔ اس کے علاوہ صوفیائے کرامؒ اور اولیائے کرامؒ نے بھی برِّصغیر میں اِسلام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اِن بزرگ ہستیوں نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کی اور لوگوں کو اِسلام سے مشرف کیا۔

برِصغیر کے علاوہ انڈونیشیا، ملایا اور فلپائن میں بھی اِسلام پھیلا۔ اِنڈونیشیا کے لوگ بُدھ مت اور ہندُومت کے پیروکار تھے۔ مسلمان تاجروں اور مبلّغین کی وساطت سے اِسلام یہاں پہنچا۔ سب سے پہلے سماٹرا میں اِسلام پہنچا۔ اس کے بعد انڈونیشیا کے بیشتر دُوسرے جزیرے مشرف بہ اِسلام ہُوئے۔ آج آبادی کے لحاظ سے اِنڈونیشیا سب سے بڑا مسلم مُلک ہے۔

ملایا اور فلپائن کے علاقوں میں بھی اِسلام بتدریج پھیلا۔ عرب تاجروں اور دیگر بُزرگانِ دینؒ نے مسلسل تبلیغ اور اپنے اعلیٰ کردار سے مقامی آبادی کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔

اِسلام کی اشاعت میں تین باتوں نے بہُت مدد کی۔

اوّل : اِسلام کے بُنیادی اصُول سادہ، عام فہم اور توہمات سے پاک تھے۔ محبّت، رواداری، مساوات اور انصاف کو اسلامی معاشرے میں جو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اُس نے دُوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

دوم : مُسلمان فاتحین، تاجروں اور مبلّغین نے اِسلام کی تبلیغ میں بھرپُور حصّہ لیا۔ وہ جہاں بھی گئے، لوگوں کو اِسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متعارف کرایا۔

سوم : مُسلمانوں نے اپنے اعلیٰ کردار، حسُن سلوک اور ایمان داری سے غیر مُسلموں کو بہُت متاثر کیا۔ انھوں نے سچے مُسلمان کا عملی نمونہ پیش کیا۔ مُسلمانوں کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر بہُت سے لوگ دائرہ اِسلام میں داخل ہو گئے۔

صلیبی جنگیں :

عیسائیوں نے **1096** ء سے **1173** ء تک مسلمانوں کے خلاف جو جنگیں لڑیں، انھیں صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے۔ ان جنگوں کا نام صلیبی جنگیں اس لیے پڑا کہ عیسائی حکمرانوں کو مُسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کے لیے مذہبی جنون رکھنے والے پادریوں نے کہنا شرُوع کردیا

تھا کہ صلیب کی حفاظت کے لیے مُسلمانوں سے جنگ کرنا ضروری ہے۔ ان جنگوں کا آغاز پاپائے روم کے اعلانِ جنگ سے ہُوا۔

اگرچہ اسلامی سلطنت میں عیسائیوں کو تمام ضروری سہولتیں حاصل تھیں۔ انھیں مذہبی آزادی تھی اور وہ اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز تھے، لیکن یورپ کی عیسائی حکومتوں اور خصوصًا پادریوں کے دِلوں میں اِسلامی سلطنت کے خلاف نفرت تھی۔ وہ اسلام کی قوّت کو ختم کرنے کے لیے بے چین تھے۔ صلیبی جنگوں کی فوری وجہ عیسائی زائرین کی جھوٹی کہانیاں تھیں۔ جو عیسائی زائرین ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹتے تھے، وہ یورپ جا کر اپنے لٹنے کی داستانوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے اور مسلمانوں پر جھُوٹے الزامات لگاتے۔ وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے کہ اِسلامی سلطنت میں عیسائیوں کو کوئی تحفّظ حاصل نہیں ہے۔ وہاں عیسائیت خطرے میں ہے۔

صلیبی جنگوں کا آغاز 1096ء میں ہُوا جبکہ یورپ کی عیسائی فوجیں بیتُ المقدس کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہُوئیں۔ ایشائے کوچک میں اس وقت سلجوقی ترکوں کی حکومت تھی۔ انھوں نے حملہ آور عیسائی فوجوں کو شکست دی۔

اس پسپائی کے بعد یورپ کے کئی حکمرانوں نے سات لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ایک مضبوط لشکر تیار کیا جس نے اسلامی سلطنت پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کو شکست کا سامنا ہُوا اور عیسائی فوج نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے ہزاروں مُسلمانوں کو شہید کر دیا اور مساجد کو مسمار کر دیا۔ مسلمانوں کی جائداد کو بھی تباہ کیا گیا۔

مسلمانوں کی پسپائی کی ایک بڑی وجہ مُسلمانوں حکمرانوں کی آپس میں سخت ناچاقی تھی۔ آپس کی ان مخالفتوں کی وجہ سے مُسلمان، دُشمن کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے۔ بیتُ المقدس کے ہاتھ سے نِکل جانے کے بعد مُسلمانوں نے اپنے سیاسی اختلافات کو ختم کرکے ایک مُؤثر اتّحاد قائم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ شکست کا بدلہ لیا جا سکے۔

صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کی طرف سے ایک بہادُر شخصیت عمادُالدین زنگی نے نہایت جرأت مندانہ کارنامے سرانجام دیے۔ انھوں نے ایک لشکر تیار کیا اور کئی مقامات پر عیسائی فوجوں کو شکست دے کر کئی علاقے آزاد کروائے۔ عیسائیوں نے ایک سازش کے ذریعے سے عمادالدین زنگی کو شہید کروا دیا۔ عمادالدین زنگی کی شہادت کے بعد اُن کے بیٹے نُورالدین زنگی نے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی اور مُسلمانوں کی کامیابیوں کے سلسلے کو جاری رکھا۔ نُورالدّین زنگی

کی وفات کے بعد صلاحُ الدّین ایّوبی جانشین بنے۔

صلاح الدّین ایّوبی ایک تاریخ ساز شخصیت تھے۔ اُنھوں نے بہادری، رحمدلی اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے بہُت شہرت حاصل کی۔ صلاح الدّین ایّوبی نے مُسلمانوں کو متّحد کر کے عیسائی فوجوں کا بڑی جرأت مندی سے مقابلہ کیا۔ بیت المقدس کو عیسائیوں سے آزاد کروایا گیا۔ صلاح الدّین ایّوبی نے حُکم دیا کہ عیسائیوں سے کوئی زیادتی نہ کی جائے بلکہ اُن سے اچّھا سلوک کیا جائے۔ یُونانی اور شامی عیسائیوں کو بیت المقدس میں رہنے کی اجازت دے دی اور کہا کہ انھیں شہری حقُوق حاصل ہوں گے۔ جو عیسائی بیت المقدس چھوڑ کر جانا چاہتے تھے انھیں باعزّت طور پر وہاں سے روانہ کر دیا گیا۔

صلاحُ الدّین ایّوبی نے اپنے حُسنِ سلوک سے بہُت سے عیسائیوں کو متأثر کیا۔ ان جنگوں کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ یورپی اقوام اور مُسلمانوں کے مابین رابطہ قائم ہُوا اور اس طرح مغرب اور مشرق میں تعلقات قائم ہُوئے۔ اس دَور میں مُسلمان عِلم و فضل اور سائنس میں مغرب سے آگے تھے۔ جب مُسلمان یورپ پہنچے تو مغرب والوں نے اِن سے کئی علوُم سیکھے۔ یُوں مغرب کی ترقّی کے دَور کا آغاز ہُوا۔

سوالات

(ا) مختصر جواب دیں۔

1- ظہوُرِ اسلام سے قبل عرب معاشرے کی جو حالت تھی، اِس پر ایک نوٹ لکھیں۔

2- دینِ اسلام نے زندگی کے جن پہلوؤں پر اثرات ڈالے، ان میں سے کِسی تین پہلوؤں کا احاطہ کریں۔

3- صلیبی جنگوں پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

4- اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں جو عناصر زیادہ ممد ثابت ہُوئے، اِن کی نشاندہی کریں۔

(ب) درج ذیل بیانات میں جو درست ہیں اُن کے سامنے صحیح کا نشان (✓) اور جو غلط ہیں، ان کے سامنے غلط کا (✗) نشان لگائیں۔

I- ظہوُرِ اسلام سے پہلے کے زمانے کو زمانہ جاہلیّت کہا جاتا ہے۔

II- زمانہ جاہلیت میں عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

III- اسلام سے قبل سود کی لعنت نے سارے معاشرے کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔
IV- سب سے پہلے اسلامی ریاست کی بنیاد مدینہ منورہ میں رکھی گئی۔
V- اسلامی معاشرے میں عورت کو بلند مقام حاصل ہے۔
VI- اسلامی حکومت تمام معاملات کو باہم مشاورت سے طے کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔
VII- صلیبی جنگوں کا آغاز 1096ء میں ہُوا۔
VIII- صلیبی جنگوں نے مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا۔

(ج) عملی کام

اسلامی بھائی چارے کے موضوع پر طلبہ کے مابین تقریری مقابلہ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

3

اِسلامی دُنیا میں نوآبادیاتی نظام کا قیام

گزشتہ ابواب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مُسلمانوں نے اِسلام کے پیغام کو کئی برِ اعظموں میں پہنچا کر لوگوں کو مشرف بہ اِسلام کیا۔ انھوں نے افریقہ، جنوبی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا اور یورپ میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ بیشتر یورپی حکومتوں کو مُسلمانوں کا پھیلتا ہُوا اثر و رسُوخ پسند نہ تھا۔ صلیبی جنگیں اسی مقصد کے حصُول کے لیے لڑی گئیں۔ لیکن یورپی حکومتوں کو کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہُوئی۔ اِن صلیبی جنگوں کے قریبًا سو سال بعد تاتاریوں نے ایشیا کے کئی مُسلم ممالک پر حملے کیے اور ان علاقوں میں تباہی پھیلاتے ہُوئے بغداد پر حملہ آور ہُوئے اور بغداد کو شدید نقصان پہنچایا۔ اِن واقعات سے اِسلامی سلطنت کافی کمزور ہو گئی۔ مُسلمانوں میں باہمی اتحّاد کے فقدان کی وجہ سے دیگر قوموں کو مُسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع ملا۔

پچھلی جماعت میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ یورپی اقوام تجارت کے لیے ایشیا اور افریقہ کے برِاعظموں میں گئیں، لیکن مختلف ممالک میں اندرُونی خلفشار کو دیکھتے ہُوئے اُنھوں نے ریشہ دوانیوں کے ذریعے اپنا اِقتدار قائم کر لیا۔ پندرھویں صدی کے اواخر میں پرتگالی جہاز رانوں نے مغربی افریقہ کے ساحلوں پر قدم جمانے شروع کیے۔ انھوں نے قلعہ بندیاں کر کے زیادہ سے زیادہ علاقوں پر حکمرانی شروع کر دی۔ انھوں نے افریقہ سے یورپ کے لیے غلاموں کا غیرانسانی کاروبار شروع کر دیا اور خُوب دولت سمیٹی۔

کولمبس نے **1492** ء میں امریکہ دریافت کیا۔ یورپی اقوام نے برِاعظم امریکہ میں اپنی نو آبادیاں قائم کر لیں۔ ان علاقوں میں کاشت کاری کے لیے مزدوروں کی ضرورت پیدا ہُوئی تو افریقہ میں موجود یورپی تاجروں نے ہزاروں افریقی باشندوں کو امریکی کاشت کاروں کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ ان "افریقی غلاموں" سے اِنسانیت سے گرا ہُوا سلُوک کیا جاتا تھا۔

1498 ء میں پرتگالی جہازران واسکوڈے گاما راس امّید کا چکّر کاٹ کر مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔ وہاں سے ایک عرب جہازران کی مدد حاصل کر کے واسکوڈے گاما جنوبی برصغیر

کی بندرگاہ کالی کٹ پہنچا۔ کالی کٹ کے ہندو راجا نے پرتگالی جہاز رانوں کی خوب آؤ بھگت کی اور تجارت کے لیے خاصی مراعات دیں۔ آہستہ آہستہ پرتگالیوں نے یہاں آکر آباد ہونا شروع کر دیا اور قلعہ بندیاں کر کے لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔

یورپ کی دوسری اقوام خصوصاً ولندیزی، ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریزوں نے بھی دوسرے برّاعظموں میں قدم جمانے شروع کر دیے۔ پہلے اِن اقوام نے تجارت کا نام لے کر مقامی آبادی کو لوٹا لیکن آہستہ آہستہ قلعہ بندیاں کر کے اپنے قدم مضبوطی سے جمانے شروع کر دیے۔ اِس طرح انھوں نے اپنی نوآبادیات قائم کر لیں۔ افریقہ اور ایشیا میں رہنے والے مسلمانوں کی غلامی کے دَور کا آغاز یہیں سے ہُوا۔

یورپی اقوام نے ایشیا اور افریقہ کے دیگر ممالک پر اپنا اِقتدار قائم کر کے جو نظامِ حکومت قائم کیا اُسے نوآبادیاتی نظام کہتے ہیں۔ نوآبادیاتی نظام بنیادی طور پر غیر مُلکی حکمرانوں کے مفادات کی حفاظت اور فروغ کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے ممالک میں اپنا اِقتدار قائم کر کے وہاں کے وسائل کو حاکم قوم اپنے فائدے کے لیے اِستعمال کرے۔

یورپی اقوام نے اِن علاقوں کو اپنے تیار کردہ سامان کی کھپت کے لیے منڈی سمجھا اور ان کی ترقّی کی طرف توجّہ نہ دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عام آدمی کی حالت بہُت خراب ہو گئی۔

برِّصغیر میں نوآبادیاتی نظام:

برِّصغیر میں واسکوڈے گاما کی آمد کے بعد یورپی تاجروں کا سِلسلہ شروع ہو گیا۔ سولھویں صدی عیسوی میں چونکہ مقامی حکمرانوں میں نفاق تھا اور ان کی فوجی قوّت بہُت کمزور تھی۔ وہ پرتگالیوں کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس لیے پرتگالیوں نے گوا (بھارت) اور اِردگرد کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے ان علاقوں کے باشندوں پر کافی ظلم کیے اور خوب دولت سمیٹی۔

پرتگالیوں کی دیکھا دیکھی یورپ کی کئی دیگر اقوام نے بھی برِّصغیر سے تجارت شروع کی۔ اس میں برطانوی اور فرانسیسی قابلِ ذکر ہیں۔ برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مُغل بادشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں سے برِصغیر میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی۔ انگریزوں نے سورت (بھارت)

کے مقام پر ایک تجارتی کوٹھی قائم کی۔ بعد میں انھوں نے مدراس (بھارت) کے ساحل پر مزید تجارتی کوٹھیاں بنائیں۔

فرانسیسیوں نے بھی تجارت کی غرض سے پانڈی چری (بھارت) کے ساحلی علاقہ میں قدم جمانے شروع کر دیے۔ انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں نے بھی تجارت کے ساتھ ساتھ برِصغیر میں اپنا اقتدار قائم کرنا شروع کیا۔ قلعہ بندیاں قائم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ البتہ انگریزوں کے سامنے فرانسیسیوں کی زیادہ نہ چل سکی۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کو برِصغیر سے نکال دیا اور وہ اپنے اقتدار کو تیزی سے بڑھانے لگے۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی ناچاقی اور کمزوریوں سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے عیاری اور سازشوں سے برِصغیر کے بیشتر علاقوں کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ انگریزوں کے نوآبادیاتی اقتدار میں تیزی سے اضافہ 1757 ء کی جنگِ پلاسی سے ہُوا۔ جب انھوں نے میر جعفر کو اپنے ساتھ ملا کر بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کو شکست دی۔ 1764 ء میں بکسر کی لڑائی میں شاہ عالم ثانی، نواب شجاع الدولہ اور میر قاسم کو شکست دے کر انگریزوں نے اَودھ اور بنگال پر قبضہ کر لیا۔

میسور کی طاقت ور مسلمان ریاست کے حاکم حیدر علی نے انگریزوں کی بڑھتی ہُوئی طاقت کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔ حیدر علی کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے سُلطان فتح علی خان ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ انگریزوں نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے سازباز کر کے میسور کی چوتھی لڑائی میں سُلطان ٹیپو کو شہید کر دیا۔ سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد نہ صرف میسُور کے علاقے پر انگریزوں کا قبضہ ہُوا بلکہ ان کا اقتدار برصغیر کے دوسرے علاقوں میں بھی پھیلنے لگا۔ انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک انگریز برصغیر کے مغربی علاقوں یعنی پنجاب اور سرحد تک پہنچ گئے۔

1857 ء میں برصغیر کے رہنے والوں نے انگریزوں کی حکومت کو ختم کر کے اپنی آزادی اور خُود مختاری بحال کرنے کی کوشش کی، مگر کمزور منصوبہ بندی، تنظیم کے فقدان اور محدُود ذرائع کی وجہ سے انھیں ناکامی ہُوئی۔

1857 ء کی جنگِ آزادی میں برصغیر کے رہنے والوں کی ناکامی کی وجہ سے برصغیر پر انگریزوں کا نوآبادیاتی راج مکمل طور پر قائم ہو گیا۔ 1858 ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو ختم کر دیا

گیا اور برِصغیر کو تاجِ برطانیہ کی براہِ راست عملداری میں دے دیا گیا۔
برصغیر میں حکومت برطانیہ کا نوآبادیاتی راج 1947ء تک قائم رہا۔ 14 اگست 1947ء کو برطانوی راج ختم ہُوا۔ اس طرح پاکستان اور بھارت آزاد ممالک کے طور پر قائم ہُوئے۔

سوالات

(ا) مختصر جوابات دیجیے۔

1- یورپ کی کن کن قوموں نے ایشیا اور افریقہ کے ممالک میں قدم جمانے شروع کیے ؟

2- نوآبادیاتی نظام کیا ہوتا ہے ؟

3- برصغیر میں نوآبادیاتی نظام پر نوٹ لکھیں۔

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو درست ہیں، ان کے سامنے ✓ کا نشان لگائیں۔

I- یورپی اقوام تجارت کے بہانے ایشیا اور افریقہ کے ممالک میں داخل ہُوئیں۔

II- کولمبس نے پندرھویں صدی عیسوی میں امریکہ دریافت کیا۔

III- واسکوڈے گاما 1492ء میں مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔

IV- جنگِ پلاسی 1857ء میں ہُوئی۔

V- جنگِ آزادی 1757ء میں ہوئی۔

VI- 1945ء میں برصغیر سے نوآبادیاتی نظام ختم ہُوا۔

VII- نوآبادیاتی نظام بنیادی طور پر مقامی لوگوں کی بھلائی کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔

④

مُسلمانوں میں بیداری

یورپی اقوام کی ریشہ دوانیوں سے سلطنتِ اِسلامیہ کا شیرازہ بکھر گیا۔ مختلف یورپی اقوام نے مُسلمانوں کے علاقوں کو اپنی نوآبادی بنا لیا۔ اِس غیر مُلکی تسلط کے دَور میں اِسلامی ممالک میں ایسے رہنما پیدا ہُوئے جنھوں نے اپنی مسلسل کوششوں سے مُسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور مُسلمانوں نے نئے جذبے سے اپنی آزادی کی بحالی کے لیے جدّوجُہد شروع کی۔ اِن شخصیّات کو تاریخ ساز قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ اِن کی تحریروں اور عملی کوششوں سے مُسلمانوں کا کھویا ہُوا وقار بحال کرنے میں بڑی مدد ملی۔ اِن شخصیات میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

جمال الدّین افغانی

عالمِ اِسلام کے نامور رہنما جمال الدّین افغانی 1838ء میں افغانستان کے ایک گاؤں میں پیدا ہُوئے۔ آپ نے کئی اِسلامی ممالک میں زندگی گزاری۔ جہاں بھی گئے، عالمِ اِسلام کو سامراجیّت کے پنجوں سے چُھڑانے کے لیے تدابیر کرتے رہے۔ آپ نے اِسلامی اِتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ اِسلامی دُنیا میں وہی اُخوّت اور باہمی یگانگت پیدا ہو جائے جو کبھی اُس کی نمایاں خصُوصیّت تھی۔

جمال الدّین افغانی نے مصر میں کچھ وقت گزارا۔ آپ نے مصر کی مشہُور درسگاہ جامعۃ الازہر میں درس و تدریس کا سِلسلہ شروع کیا اور اپنے طلبا کو بتایا کہ اِسلام نئے حالات اور تقاضوں کا ساتھ دینے کی صلاحیّت رکھتا ہے۔ اِس کے علاوہ آپ نے اپنے پُرمغز اور مؤثر دَرس سے طلبا میں حصُولِ آزادی کے لیے تڑپ پیدا کر دی۔ اِن طلبا میں سے کئی ایک نے فرانس اور برطانیہ کے نوآبادیاتی غلبہ کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔ آپ کے پھیلتے ہُوئے اثر سے خائف ہو کر انگریزوں نے انھیں مصر چھوڑ دینے پر مجبُور کر دیا۔

جمال الدّین افغانی نے ترکی میں بھی قیام کیا۔ شروع میں حکومت نے آپ کی کافی آؤ بھگت

کی۔ آپ نے اِسلامی دُنیا میں اتّحاد بڑھانے کے لیے مختلف رہنماؤں سے بات چیت کی۔ انھوں نے حکومتِ ترکی پر زور دیا کہ وہ مُلک میں ضروری اصلاحات کرے تاکہ ترکی ایک بار پھر سے مضبُوط اِسلامی مُلک بن جائے اور اِسلامی ممالک کی قیادت کرے۔

اِیران میں قیام کے دوران جمال الدّین افغانی نے مسلمانوں میں سیاسی شعُور اور آزادی کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشِشوں کو جاری رکھا۔ اِس کے علاوہ آپ نے ایران میں اِصلاحات کی ضرُورت پر زور دِیا تاکہ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہوسکے اور وہ ترقّی کریں۔ ایران کے بادشاہ ناصر الدّین اور اس کے حواریوں کو جمال الدّین افغانی کی باتیں پسند نہ آئیں۔ لہٰذا اِن لوگوں نے آپ کو اِیران سے نِکلوا دیا، لیکن آپ کے خیالات کا اثر ایران کے لوگوں کے ذہنوں پر بہُت گہرا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے اِیران سے چلے جانے کے باوجُود وہاں آپ کے معتقدین موجود رہے۔

آپ نے یورپ کا سفر بھی کِیا۔ پیرس میں مفتی محمّد عبدہٗ سے مِل کر عربی زبان میں ایک رسالہ نِکالا۔ جس کا نام عُروۃ الوثقیٰ تھا۔

آپ نے برِصغیر میں بھی قیام کیا۔ حیدرآباد دکن سے ایک رسالہ شائع کیا۔ آپ نے اپنی تمام زِندگی مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے اور اتّحاد عالمِ اسلام کو فروغ دینے میں صرف کی۔

شیخ مُحمّد عَبدہٗ

شیخ محمّد عَبدہٗ ایک عالِمِ دِین اور ادیب تھے۔ جن کا شمار جدید مِصر کے معماروں میں ہوتا ہے۔ آپ جمال الدّین افغانی کے شاگرد تھے اور اپنے اُستاد کے نقشِ قدم پر چلتے ہُوئے آپ نے عرب ممالک میں بیداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ کو مسلمانوں کی کسمپرسی اور باہمی نفاق کا بہُت افسوس تھا۔ جمال الدّین افغانی کی طرح شیخ محمّد عَبدہٗ نے ہمیشہ اس بات کی نصیحت کی کہ مُسلمان اپنے اختلافات ختم کرکے متّحد ہو جائیں تاکہ مسلمانوں کا کھویا ہُوا وقار بحال ہو سکے۔ آپ نے مسلم ممالک سے درخواست کی کہ وہ ایک مضبُوط فوج تیار کریں جو ان کا دفاع کرسکے۔

شیخ محمّد عَبدہٗ مصر کی مشہور درسگاہ جامعۃ الازہر کے سربراہ رہے۔ آپ نے جامعۃ الازہر کے نصاب میں ضروری تبدیلیاں کیں۔ آپ کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو جدید علوم بھی سیکھنے چاہییں

تاکہ وہ وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ آپ اور آپ کے شاگردوں نے اپنی تحریروں سے مصری قوم کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

شیخ محمد عبدہٗ کا ایک نمایاں کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے اپنے شاگردوں کی ایسی جماعت پیدا کی جو آپ کا پیغام مصر سے دُوسرے عرب ممالک میں لے گئے۔ انھوں نے نہ صرف مسلمانوں کو بیدار ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا درس دیا بلکہ ملّتِ اِسلامیہ میں اِتّحاد و تعاون کو بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کوششوں سے نہ صرف مصر بلکہ دُوسرے عرب ممالک کے مُسلمانوں میں سیاسی بیداری پھیلی اور غیر ملکی حاکموں کے خلاف تحریکیں چلنے لگیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ شیخ محمد عبدہٗ کا پیغام دیگر اسلامی ممالک میں بھی پہنچ گیا جس سے مسلمانوں کے وقار اور خُودداری کو بحال کرنے میں بہت مدد ملی۔

مولانا محمّد علی جوہر

مولانا محمّد علی جوہر کا شمار برصغیر کی تحریکِ آزادی کے نامور رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ تمام اِسلامی ممالک یورپی استعمار سے نجات حاصل کریں اور آزاد ہو جائیں برّصغیر میں برطانوی اِستعمار کے خلاف تحریکیں چلانے میں آپ پیش پیش تھے۔

مولانا محمّد علی جوہر 1878ء میں رام پور (بھارت) میں پیدا ہُوئے۔ برِصغیر میں بی اے کرنے کے بعد برطانیہ چلے گئے جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی جس کے نتیجے میں انھیں آنرز کی ڈگری ملی۔ برّصغیر واپس آکر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔

آپ نے کلکتہ سے انگریزی زبان کا اخبار شائع کرنا شروع کیا۔ اس کا نام 'کامریڈ' تھا۔ اس میں مسلمانوں اور برصغیر کے مسائل کا تجزیہ کیا جاتا تھا۔ یہ اخبار بہت مقبول ہُوا۔

آپ کے دِل میں اِسلام کے لیے بے پناہ محبّت اور عقیدت تھی اور مُسلمانوں سے بہت زیادہ ہمدردی تھی، چاہے وہ کسی بھی مُلک سے تعلّق رکھتے ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی کسی مسلم مُلک کو مشکل حالات درپیش ہُوئے، آپ کو دُکھ ہُوا اور آپ نے علی الاعلان اس کی حمایت کی۔ 1912ء میں جب بلقان کی ریاستوں نے (موجودہ یُونان، بلغاریہ اور یوگوسلاویہ کے کچھ علاقے) ترکی پر حملہ کیا تو مولانا محمّد علی جوہر نے اپنے بھائی مولانا شوکت علی اور دیگر مسلمانوں سے مل کر ترکی کی حمایت کی تحریک چلائی۔ ترک حکومت کی امداد کے لیے چندہ

جمع کیا اور اس کی حمایت میں زور دار مضامین لکھے۔

پہلی جنگِ عظیم میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ مولانا محمّد علی جوہر نے ترکی کی پالیسی کی حمایت اور برطانوی حکومت کی مخالفت کی۔ اس وجہ سے آپ کو برطانوی حکومت نے قید بھی کیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے دوران جب ترکی اور اس کے حلیف ممالک کی شکست کے آثار نظر آنے لگے تو برِّصغیر کے مُسلمانوں نے خطرہ محسُوس کیا کہ اگر ترکی کو شکست ہُوئی تو ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مُسلمانوں کو خلافت سے مذہبی اور جذباتی لگاؤ تھا۔ اُنھوں نے خلافت کے تحفظ کے لیے برصغیر میں 'تحریکِ خلافت' کا آغاز کیا۔ بعد میں جب ترکی کو جنگِ عظیم میں شکست ہوگئی تو تحریکِ خلافت زیادہ تیز ہوگئی۔ مولانا محمد علی جوہر اور اُن کے بھائی مولانا شوکت علی اس تحریک کے رُوحِ رواں تھے۔ آپ دونوں نے اپنی تقاریر، تحریروں اور مؤثّر قیادت سے مسلمانوں میں ایک نیا ولولہ پیدا کر دیا اور برّصغیر میں برطانوی اِستعمار کے خلاف ایک تحریک چل پڑی۔

مولانا محمّد علی جوہر عالمِ اسلام کے اِتحاد کے علم بردار بھی تھے۔ آپ نے اپنی تحریروں اور تقاریر سے اِسلامی ملّت کے تصوّر کو فروغ دیا اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ مُتّحد ہو کر ہی اپنا کھویا ہُوا وقار حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ مسلم لیگ سے بھی وابستہ رہے اور اس جماعت کے لیے کام کیا۔ آپ نے لندن میں منعقد ہونے والی گول میز کانفرنس 1930ء میں شرکت کی۔ گول میز کانفرنس حکومتِ برطانیہ نے منعقد کی تھی تاکہ برصغیر کے رہنماؤں سے گفت و شنید کے بعد برصغیر کے لیے ایک آئینی ڈھانچہ تیار کیا جائے۔ اِس گول میز کانفرنس میں مولانا محمّد علی جوہر نے بہُت مؤثر پیرائے میں برِصغیر کی آزادی کا مطالبہ کیا۔

آپ نے 1931ء میں وفات پائی۔

علاّمہ محمّد اقبالؒ

علاّمہ مُحمّد اقبالؒ موجودہ صدی کے ممتاز مُسلم دانش وَر اور رہنما تھے۔ آپ کو پاکستان کے قومی شاعر کا رُتبہ حاصل ہے کیونکہ آپ نے قیامِ پاکستان کی جدّوجُہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔

علاّمہ اقبال نے اپنے اشعار اور خطبات کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگا
اُن کے قومی تشخص کو اُجاگر کیا اور انھیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی نصیحت کی۔

علاّمہ اِقبال 1877ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہُوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ ہی میں حا
کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کرنے کے بعد درس و تدریس کے شعبے سے منسلک ہوگ
بعد میں برطانیہ اور جرمنی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی، جس کے نتیجے میں جرمنی کی ایک یونیورسٹی ۔
انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔

اِنگلستان کے قیام کے دوران علاّمہ اقبال نے ایک اور مُسلمان دانش وَر سیّد امیر علی ۔
مِل کر مسلم لیگ کو لندن میں منظم کیا۔ برصغیر واپس آنے کے بعد آپ مُسلم لیگ سے منسلک ر
1927ء میں آپ پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہُوئے۔

آپ نے ایک فلسفی اور شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ آپ اتّحادِ عالمِ اِسلامی کے
بڑے داعی تھے۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے مُسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے تمام جھگڑ
کو ختم کر کے اِسلام کے جھنڈے کے نیچے متّحد ہو جائیں۔ ایسا کرنے سے ان کی بہُت س
مشکلات حل ہو جائیں گی۔

علاّمہ اِقبال برطانوی نو آبادیاتی نظام اور تہذیب کے سخت خلاف تھے۔ آپ ک
خواہش تھی کہ تمام مغلوب قومیں آزاد ہو جائیں۔ وہ برِصغیر میں برطانوی راج کے خاتمہ ک
حامی تھے۔

علاّمہ اِقبال کا خیال تھا کہ مُسلمانوں کو مغرب کے تہذیب و تمدّن اور سیاست کی تق
نہیں کرنی چاہیے۔ مغرب کی تہذیب اور ثقافت اندر سے کھوکھلی ہے۔ یہ مُسلمانوں کے مسا
کا حل نہیں پیش کرتی۔ مُسلمانوں کی فلاح اِسلامی اصُولوں پر عمل پَیرا ہونے سے ممکن ہے۔

آپ کی رائے میں مُسلمانوں کی اپنی تاریخ، تہذیب و تمدن اور معاشرت ہے جو
برصغیر میں انھیں ہندوُوں سے ممتاز بناتی ہے۔ اِس لیے علاّمہ اِقبال نے 1930ء میں
الہ آباد میں منعقد ہونے والے مُسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں برِصغیر کے مُسلمانوں کے م
کا تفصیلی تجزیہ کیا اور ان کے لیے علیٰحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔

آپ نے 21 اپریل 1938ء کو وفات پائی۔

قائدِاعظم محمّد علی جناحؒ

قائدِاعظم محمّد علی جناح نہایت مخلص اور پُرعزم قائد تھے۔ ان کی ولولہ انگیز قیادت میں بّرِصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کے حصُول کے لیے جدّوجہد کی۔ یہ قائداعظم کی اعلیٰ قیادت کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کا علٰحدہ وطن پاکستان قائم ہُوا اور اس طرح علاّمہ اقبال کا تصوّرِ پاکستان حقیقت بن گیا۔

قائدِاعظم محمد علی جناح 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہُوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی اور بمبئی میں حاصل کرنے کے بعد اِنگلستان سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ شروع میں قائدِ اعظم نے کانگریس پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ اس وقت تک مسلمانوں کی سیاسی جماعت مسلم لیگ ابھی قائم نہیں ہُوئی تھی۔ ان دنوں میں آپ ہندُومسلم کے اتحاد کے حامی تھے۔ اس سِلسلے میں آپ نے کافی کوشِشیں کیں۔ 1916ء میں لکھنؤ کے مقام پر کانگرس اور مُسلم لیگ کے درمیان سیاسی تعاون کا معاہدہ آپ کی کوشِشوں کا نتیجہ تھا۔

کانگرس پارٹی میں کام کرنے سے آپ کو احساس ہُوا کہ ہندوؤں کا مسلمانوں کی طرف روّیہ متعصّبانہ تھا۔ ہندو مسلمانوں کو خوشحال دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ سیاسی میدان میں ہندو اور کانگرس مسلمانوں پر اپنی برتری قائم کرنا چاہتے تھے۔ کانگرس پارٹی کے منفی روّیہ کی وجہ سے قائدِاعظم نے اپنی تمام تر توجّہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کی فلاح پر لگا دی۔

قائدِاعظم نے اپنی اعلیٰ سیاسی بصیرت اور قیادت سے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی فعال جماعت بنا دیا۔ آپ نے حکومت برطانیہ اور کانگریس پارٹی سے مُطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے علٰحدہ تشخّص کو تسلیم کرتے ہُوئے ان کے مخصوص قومی مفادات کے تحفّظ کی خاطر خواہ ضمانت مہیّا کریں۔

کانگریس پارٹی یہ چاہتی تھی کہ انگریزوں کے بّرِصغیر چھوڑنے پر وہ اقتدار اعلیٰ کی مالک بن جائے اور اس طرح مسلمانوں کو اپنا ماتحت بنا لے۔ کانگریس کا یہ اندازِ فکر قائدِاعظم کے لیے قابلِ قبول نہ تھا۔ قائدِاعظم نے کانگریس کے منفی عزائم کو بے پردہ کیا اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے 1940ء میں مسلمانوں کے لیے علٰحدہ وطن پاکستان کا مطالبہ پیش کیا۔ پاکستان کے قیام کے مُطالبہ کی حمایت میں ایک مؤثر اور مُلک گیر سیاسی تحریک چلائی۔ بالآخر 14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک آزاد اور خوُد مختار اسلامی مُلک کی حیثیت سے قائم ہُوا۔

قائدِاعظم ایک پُرعزم اور راست باز رہنما تھے۔ آپ اپنے مؤقف پر سودے بازی کرنے کے قائل نہ تھے۔ یہ آپ کی اعلیٰ قیادت کا نتیجہ تھا کہ ہم سب کو آزادی کی دولت ملی اور اب ہم ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے باعزّت زندگی گزار رہے ہیں۔

آپ نے 11 ستمبر 1948ء کو وفات پائی۔

اِسلامی ممالک کے مابین اِتّحاد اور افہام و تفہیم

اتّحاد کی برکتوں سے کون انکار کر سکتا ہے۔ مُسلمان مفکرین اور قائدین کی متّفقہ رائے ہے کہ اگر تمام اسلامی ممالک آپس میں تعاون بڑھائیں اور مؤثر اِتّحاد قائم کریں تو وہ تیزی سے ترقّی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

اِسلامی ممالک میں افہام و تفہیم اور اتّحاد سے اِسلامی تشخص کو فروغ ملے گا۔ ہر اسلامی ملک اپنی دولت اور ذرائع کو یک جا کر کے اِسلامی دُنیا میں سیاسی اور اِقتصادی استحکام کو فروغ دے سکے گا۔ بین الاقوامی امور میں اِسلامی ممالک کی آواز کو زیادہ توجّہ سے سُنا جائے گا اور انھیں زیادہ عزّت حاصل ہوگی۔

اِسلامی ممالک میں اتّحاد اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے کافی کوششیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے چند اہم کوششوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

علاقائی تعاون برائے ترقّی (آر۔سی۔ڈی)

پاکستان، ایران اور ترکی کے مابین تعاون بڑھانے کے لیے 1964ء میں علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم قائم کی گئی۔ اِس اِدارے کا مرکزی دفتر تہران (ایران) میں تھا، جس کی نگرانی سیکرٹری جنرل کرتا تھا۔ اِس کی ایک کونسل تھی جو تینوں ممالک کے وزرائے خارجہ پر مشتمل تھی۔ کئی ذیلی کمیٹیاں بھی قائم کی گئی تھیں۔ تینوں ممالک کے سَربراہان کی کانفرنسیں بھی وقتاً فوقتاً منعقد ہوتی تھیں۔

علاقائی تعاون برائے ترقی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ تینوں ممالک کے مابین اقتصادی، تجارتی، صنعتی، ثقافتی، تعلیمی اور سیر و سیاحت میں تعاون بڑھایا جائے اور مشترکہ منصوبے قائم کیے جائیں۔ تینوں ممالک کو ایک اعلیٰ پایہ کی سڑک سے ملایا جا رہا تھا اور سیر و سیاحت

کو فروغ دینے کے لیے ضروری اقدامات کیے جا رہے تھے۔ دانشوروں، صحافیوں اور طالب علموں کے خیرسگالی تبادلے کیے جا رہے تھے۔ تینوں ممالک کے مابین تجارت کافی تیزی سے بڑھی۔

1979ء میں ایران کے اِسلامی انقلاب کے بعد یہ ادارہ کچھ غیر مؤثر ہو گیا تھا کیونکہ ایران کی حکومت اپنے اندرُونی مسائل میں اتنی مصروف ہوگئی کہ وہ اس ادارے کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکی۔ 1984ء میں ایران نے علاقائی تعاون برائے ترقی میں دوبارہ دلچسپی کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں تینوں ممالک نے اس ادارے کو دوبارہ مؤثر بنانے کا فیصلہ کیا۔

اِقتصادی تعاون کی تنظیم (اِی-سی-او)

جنوری 1985ء میں تینوں ممالک کی وزارت خارجہ کے اعلیٰ افسروں کی میٹنگ منعقد ہُوئی جس میں اس کا نام تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم Economic Co-operation Organization (ای-سی-او) ہے۔ اب قوی امّید ہے کہ ای-سی-او ایک نئے ولولے اور عزم کے ساتھ پاکستان، ایران اور ترکی کے درمیان تعاون اور اتحاد کو فروغ دے گی۔ اس طرح تینوں ممالک کے صدیوں پرانے تعلّقات زیادہ مستحکم ہو جائیں گے جو کہ دیگر ممالک کے لیے قابل تقلید ہوں گے۔

عرب لیگ

یہ عرب ممالک کی نمایندہ تنظیم ہے جو کہ 1945ء میں قائم ہُوئی۔ مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے قریبًا تمام عرب ممالک اس کے رُکن ہیں۔ پہلے پہل اس کا دفتر مصر کے شہر قاہرہ میں تھا۔ بعد میں اسے تیونس منتقل کر دیا گیا۔ عرب لیگ کے بنیادی مقاصد یہ ہیں۔

1- عرب ممالک میں زیادہ سے زیادہ تعاون کو فروغ دینا۔

2- ممبر ممالک کی پالیسیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا، باہمی تنازعات کو پُر امن طریقوں سے حل کرنا۔

3- مشترکہ مفادات کے فروغ کے لیے اقدامات کی سفارش کرنا۔

عرب لیگ کے تنظیمی ڈھانچہ میں کونسل کو کافی اہمیّت حاصل ہے۔ یہ ممبر ممالک کے نمایندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کونسل کے ماتحت کئی ذیلی کمیٹیاں ہیں۔ ممبر ممالک کے سربراہوں

کی کانفرنس بھی منعقد ہوتی ہے۔ انتظامی امور کی ذمّے داری سیکرٹریٹ کے سپرد ہے جس کی نگرانی سیکرٹری جنرل کرتا ہے۔

عرب لیگ نے عرب ممالک کے باہمی تنازعات کو طے کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ تمام تنازعات افہام و تفہیم سے طے ہو جائیں، البتّہ اس کی تمام کوششیں بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔ اس نے اقتصادی اور تجارتی میدانوں میں بھی عرب ممالک میں تعاون کو فروغ دیا۔

عرب لیگ نے متحد ہو کر اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت کام کیا۔ اسرائیل کی جارحانہ پالیسیوں کو دُنیا کے سامنے بے نقاب کیا تاکہ دُنیا کو یہ پتا چل جائے کہ مشرقِ وسطیٰ کی سیاست میں اسرائیل کتنا گھناؤنا کردار ادا کر رہا ہے۔

اِسلامی کانفرنس

اِسلامی کانفرنس اِسلامی ممالک کی نمایندہ تنظیم ہے۔ تمام اسلامی ممالک اس کے ممبر ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اِسلامی کانفرنس اتّحادِ عالمِ اسلامی کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ اِس کا قیام مِلّتِ اِسلامیہ کے اس تصوّر کی عملی صورت ہے، جس کو جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہٗ، مولانا محمّد علی جوہر، علّامہ اقبالؒ اور قائدِاعظم محمّد علی جناحؒ نے پیش کیا تھا۔

اسلامی کانفرنس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اِسلامی ممالک میں اخوّت کو فروغ دیا جائے اور عالمِ اِسلام کو درپیش بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک کی اِقتصادی ترقی اور معاشرتی بہبُود کے لیے منصوبے بنانا بھی اسلامی کانفرنس کے پروگرام کا حصّہ ہے۔

اِسلامی کانفرنس کا سب سے اعلیٰ ادارہ 'سَربراہوں کی کانفرنس' ہے۔ اِسلامی ممالک کے سَربراہوں کی پہلی کانفرنس 1969ء میں رباط (مراکش) میں منعقد ہُوئی، دوسری کانفرنس 1974ء میں لاہور (پاکستان) میں منعقد ہُوئی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ تمام اسلامی ممالک کے سربراہان اور اعلیٰ وفود پاکستان آئے۔ تیسری کانفرنس 1981ء میں طائف (سعودی عرب) میں اور چوتھی سربراہی کانفرنس مراکش کے شہر کاسابلانکا میں 1984ء میں منعقد ہُوئی۔ اِن چاروں سربراہی کانفرنسوں میں اِسلامی دُنیا کو درپیش مسائل کا پُوری تفصیل سے جائزہ لیا گیا اور اہم قراردادیں

منظور کی گئیں۔ اِن میں فلسطین کا مسئلہ، مسئلہ افغانستان، اِیران و عراق جنگ اور دُوسرے اِقتصادی اُمور نمایاں ہیں۔

اِسلامی کانفرنس کا دُوسرا اہم اِدارہ وزرائے خارجہ کی کانفرنس ہے۔ 1984ء کے اختتام تک وزرائے خارجہ کے پندرہ عمومی اور تین ہنگامی اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ ان میں سے تین اجلاس پاکستان میں منعقد ہُوئے۔

اِسلامی کانفرنس کا صدر دفتر سعودی عرب کے شہر جدّہ میں ہے۔ جس کی نگرانی ایک سیکرٹری جنرل کرتا ہے۔ جو کہ ممبر ممالک منتخب کرتے ہیں۔

دسمبر 1984ء میں اِسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل کا عہدہ پاکستان کو مِلا ہے۔

پاکستان ہمیشہ اتحاد عالمِ اسلامی کا علمبردار رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے اِسلامی کانفرنس قائم کرنے اور اُسے مستحکم کرنے کے عمل میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ پاکستان اِسلامی کانفرنس کا سَرگرم رُکن ہے اور کوشاں ہے کہ اِسے مزید فعال بنایا جائے۔

سوالات

ا ۔ مختصر جواب دیں۔

1 ۔ مُسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں جن شخصیّات نے گراں قدر خدمات سَرانجام دی ہیں، ان میں سے دو شخصیّات کی خِدمات کا جائزہ لیں۔

2 ۔ درج ذیل میں سے کِسی دو پر نوٹ لکھیں۔

علاقائی تعاون برائے ترقّی

عرب لیگ

اِسلامی کانفرنس

ب۔ درج ذیل بیانات میں جو دُرست ہیں ان کے سامنے ✓ اور جو غلط ہیں اُن کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

I ۔ سیّد جمال الدّین افغانی، افغانستان میں پیدا ہُوئے۔

II ۔ سیّد جمال الدّین افغانی نے مِصر سے عربی زبان میں ایک رسالہ نکالا۔

III - شیخ محمّد عَبدہٗ، سید جمال الدّین افغانی کے اُستاد تھے۔
IV - مولانا محمّد علی جوہر تحریکِ خلافت کے بانیوں میں سے تھے۔
V - علاّمہ اِقبال نے 1930ء میں خُطبہ الٰہ آباد کے ذریعے برّصغیر کے مسلمانوں کے لیے علیٰحدہ وطن کا تصوّر پیش کیا۔
VI - قائدِاعظم محمّد علی جناح مسلم لیگ کے بانی تھے۔
VII - دنیا کا ہر مسلم مُلک عرب لیگ کا ممبر ہے۔
VIII - پاکستان، ایران اور ترکی علاقائی تعاون برائے ترقّی کے ممبر ہیں۔
IX - اِسلامی سربراہی کانفرنس کے تین اجلاس پاکستان میں منعقد ہو چکے ہیں۔
X - علاقائی تعاون برائے ترقی کا نیا نام تنظیم برائے اقتصادی تعاون ہے۔

(ج) عملی کام

مُسلم ممالک کے نام حرُوفِ تہجّی کی ترتیب سے لکھیں۔

5 مُسلم دُنیا کے طبعی خدوخال

زمین کو سطح کے لحاظ سے جن حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اِنھیں علمِ جغرافیہ کی رو سے قُدرتی یا طبعی تقسیم کہتے ہیں۔ اِس اعتبار سے مُسلم ممالک کی سطح زمین کو پانچ حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1- سِلسلہ ہائے کوہ　　　2- سطوح مُرتفع

3- دریائی میدان　　　4- ریگستان

5- بحر اور بحیرے

1 سِلسلہ ہائے کوہ

پاکستان کے شمال میں سطح مُرتفع پامیر واقع ہے۔ یہ دُنیا کی سب سے اُونچی سطح مُرتفع تصوّر کی جاتی ہے، اِس لیے اِسے 'دُنیا کی چھت' کہا جاتا ہے۔ یہیں سے دُنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے شروع ہوتے ہیں۔

سطح مرتفع پامیر کے جنوب مشرق میں کوہ قراقرم کے سلسلے واقع ہیں۔ اِنھیں سلسلوں میں دُنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے۔ٹو واقع ہے۔ کوہ قراقرم سے مزید آگے مشرق کی طرف کوہ ہمالیہ کے بلند سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ کوہ ہمالیہ کی مشرقی شاخیں برما سے آگے سمندر پار کرکے مُسلم ممالک ملائیشیا اور اِنڈونیشیا میں چلی گئی ہیں۔ اِس کی ایک شاخ بنگلہ دیش میں سلہٹ کی طرف جاتی ہے اور پھر یہ چٹاگانگ میں نمودار ہوتی ہے۔

کوہ ہمالیہ کے سلسلے شرقاً غرباً پھیلے ہُوئے ہیں اور بہُت بلند ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلے مسلم ممالک کو ہلال کی طرح گھیرے ہُوئے ہیں۔ یہی وہ پہاڑ ہیں جو بُخارات سے لدی ہُوئی موسم گرما کی مُون سُون ہواؤں کو روک کر اِس خطّے میں بارش برسانے کا سبب بنتے ہیں۔ مزید برآں یہ پہاڑی سلسلے وسط ایشیا کی جانب سے آنے والی سرد ہواؤں کو روک لیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ خطّہ اِن سرد ترین ہواؤں کے شدید حملے سے بہُت حد تک محفوظ رہتا ہے۔ دُنیا کی سب سے اُونچی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ بھی ہمالیہ ہی میں واقع ہے۔ انھی پہاڑی سلسلوں میں سے اِفغانستان، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، ملایا اور انڈونیشیا کے اہم دریا

نکلتے ہیں جن پر اِس علاقے کے بیشتر ممالک کی ترقی کا انحصار ہے۔

کوہ ہندوکش کا سلسلہ پاکستان کی شمال مغربی سرحد سے شروع ہوکر افغانستان کے اندر تک چلا گیا ہے۔ کوہ سُلیمان، پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ سطح مُرتفع بلوچستان اِس پہاڑ کے جنوب مغرب کی طرف ایران تک چلی گئی ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں کی شمالی شاخ کا نام کوہ البرز ہے جبکہ جنوبی شاخ کوہ زاغروس کے نام سے منسُوب ہے۔ کوہ البرز کے سلسلے بھی کافی بلند ہیں۔ اِن کی چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ سردیوں کے موسم میں ان پہاڑوں سے آنے والی سرد ہوائیں ایران کے جنوبی حصّوں کو یخ بستہ کر دیتی ہیں۔ کوہ زاغروس کے سلسلے عراق کی سرحد کے ساتھ ساتھ خلیج فارس تک پھیلے ہُوئے ہیں۔ ان پہاڑوں کا سلسلہ ترکی تک چلا گیا ہے۔ ترکی کے شمال میں کوہ بنطس اور جنوب میں کوہ طوو رُوس کے سلسلے ہیں۔ کوہ البرز اور کوہ زاغروس سے نکلنے والے دریا ایران کے ریگستانوں میں ختم ہو جاتے ہیں۔ افغانستان کے پہاڑوں میں سے نکلنے والے دریا، دریائے کابل اور دریائے آمو وادی کی سرزمین کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ پہاڑ قدرتی معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔

خلیج فارس کے مغرب میں یہی پہاڑی سلسلے آبنائے ہرمز میں سے ہوتے ہُوئے مسقط تک جا پہنچتے ہیں۔ مشرق میں یہ سلسلے مکران میں سے ہوتے ہُوئے دریائے سندھ کے ڈیلٹا تک آتے ہیں۔ دریائے سندھ کے دہانے سے کچھ پہلے یہ پہاڑی سلسلے شمال کی طرف مُڑ جاتے ہیں اور کوہ کیرتھر کا نام پاتے ہیں۔ اِن میں سے کچھ سلسلے کوئٹہ تک آتے ہیں۔

برِّاعظم افریقہ کے شمال مغربی حصّے سے شکن دار پہاڑوں کے سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ مراکش میں انھیں کوہ اطلس کہتے ہیں۔ کوہ اطلس کے کچھ سلسلے الجزائر میں جا نکلتے ہیں۔ مراکش کے شمال مغربی پہاڑی سلسلے شرقاً غرباً یورپ میں جا پہنچتے ہیں۔ وہاں انھیں کوہ ایلپس کے نام سے موسُوم کیا جاتا ہے۔

2- سطوح مُرتفع

مُسلم ممالک میں واقع پہاڑی سلسلوں کے درمیان کئی سطوح مُرتفع ہیں۔ ان میں سے اہم کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں پوٹھوہار اور بلوچستان کی سطوح مُرتفع واقع ہیں۔ سطح مُرتفع پوٹھوہار میں زیادہ تر راولپنڈی، جہلم اور میانوالی کے اضلاع شامل سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمین نسبتاً کم زرخیز اور عام طور پر پتھریلی اور ریتلی ہے۔ جہاں کہیں زمین قابلِ کاشت ہے، وہاں جوا

اور باجرے کی کاشت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ نمک، کوئلہ، معدنی تیل اور جپسم اِس علاقے کی اہم معدنیات ہیں۔ بلوچستان کی سطح مُرتفع وسیع و عریض ہے۔ یہ علاقہ زیادہ تر خُشک اور بنجر ہے۔ البتّہ یہاں کی زمین زرخیز ہے اور جہاں کہیں مناسب آب پاشی کا اِنتظام ممکن ہو سکا ہے، وہاں اچھی فصلیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پھلوں کی پیداوار کے لیے تو اِس علاقے کو بہُت موزوں سمجھا جاتاہے۔ اِس علاقے کی اہم معدنی دولت میں کرومیم، کوئلہ، لوہا، قدرتی گیس، تانبہ اور گندھک شامل ہیں۔ معدنی تیل کی دریافت کی طرف بھرپُور کوشِش جاری ہے۔ قوی امکان ہے کہ مستقبل قریب میں یہ کوششیں بار آور ثابت ہوں گی اور اس معدنی دولت کے ذخائر کا پتا لگا لیا جائے گا۔

اِس سطح مُرتفع کا سِلسِلہ پاکستانی حدُود کے پار دیگر مُسلم ممالک تک پھیلا ہُوا ہے۔ ان میں افغانستان، اِیران، عراق، سعودی عرب، اُردن، شام، ترکی اور فلسطین کے علاقے شامل ہیں۔ ان ممالک کو ماسوائے افغانستان کے پانچ بحیروں نے گھیر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کو "پانچ سمندروں کا علاقہ" بھی کہتے ہیں۔ ان بحیروں کے نام یہ ہیں: بحیرۂ کیسپین، بحیرۂ اسود، بحیرۂ روم، بحیرۂ قلزم اور خلیج فارس۔

سطح مُرتفع جزیرہ نمائے عرب کا بیشتر حصّہ گرم ہے۔ اس سطح مُرتفع کا بلند ترین عِلاقہ یمن ہے۔ یمن کا قہوہ بہُت مشہور ہے۔ اس سطح مُرتفع کے نخلستانی علاقوں میں آبادی زیادہ ہے۔ باقی جگھوں پر آبادی نہ ہونے کے برابر ہے۔

برِاعظم افریقہ کا بیشتر علاقہ سطح مُرتفع میں شمار ہوتا ہے۔ شمال مغربی افریقہ میں اطلس کے پہاڑی سِلسِلوں کے درمیان تل کی سطح مُرتفع واقع ہے جو اپنی چراگاہوں کی وجہ سے امتیازی مقام حاصل کر چکی ہے۔ افریقہ کے جنوبی حصّے میں سطح مُرتفع کا مشرقی کنارہ کافی اُونچا ہے۔

3- میدان

اکثر مسلم ممالک کی زراعت کا بیشتر دارومدار ان دریاؤں کے پانی پر ہے جو ان ممالک میں واقع پہاڑی سِلسِلوں سے بہتے ہیں۔ مسلم ممالک کے شمال میں پہاڑوں کے وسیع سلسلے واقع ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں بہنے والے بیشتر دریا شمالاً جنوباً بہتے ہیں۔ ان دریاؤں کے پانی سے لاکھوں ایکڑ زمین کو سیراب کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ فصلیں اُگا کر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔

مُسلم ممالک میں واقع درج ذیل پانچ دریائی وادیاں بُہت مشہور ہیں۔

دریائے نیل کی وادی : دریائے نیل لمبائی کے لحاظ سے مسلم دُنیا کا سب سے بڑا



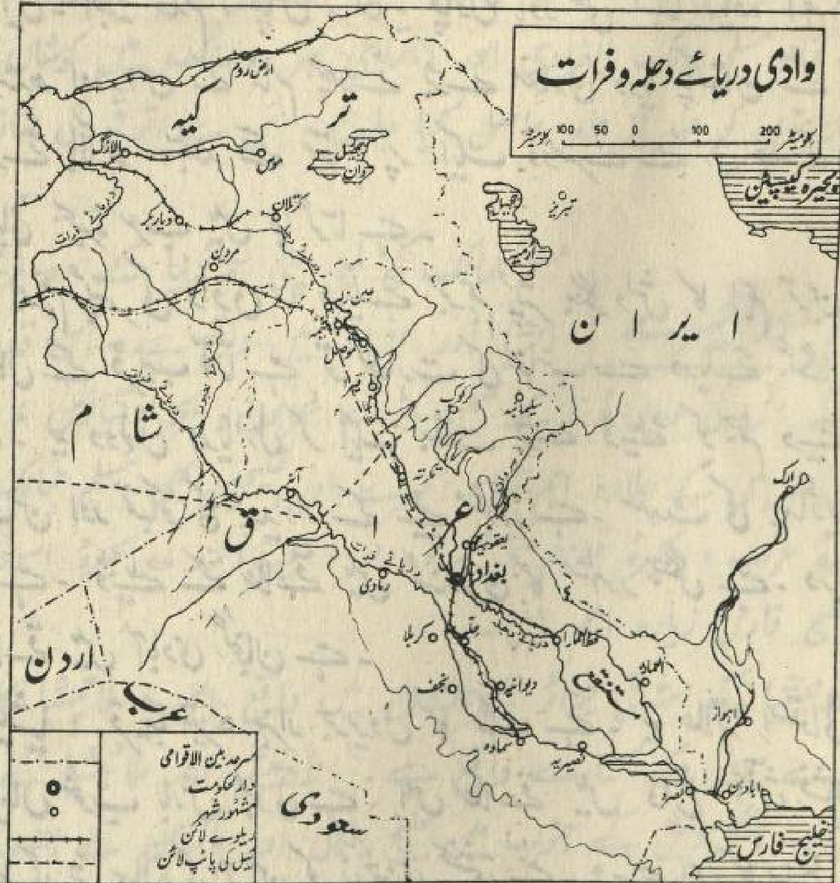
دریا ہے۔ اس کی لمبائی قریباً **6600** کلومیٹر ہے۔ یہ دریا سوڈان اور مصر میں سے بہتا ہُوا شمال میں بحیرۂ روم میں جا گرتا ہے۔ دریائے نیل مصر کی زراعت کے لیے ایک نعمت ہے۔ اس لیے اِس علاقے کو 'تحفۂ نیل' بھی کہتے ہیں۔

دریائے نیل کے پانی سے صحیح معنوں میں فائدہ اُٹھانے کے لیے اِس پر بند تعمیر کیے گئے ہیں۔ اِن میں سے بڑا بند اسوان کے مقام پر مصر میں تعمیر کیا گیا ہے، اِسی لیے اسے اسوان بند کہتے ہیں۔

دریائے نیل کی ایک شاخ نیل اَبیض کہلاتی ہے اور دوسری شاخ نیل ازرق۔ سوڈان کے علاقے میں خرطوم کے قریب یہ دونوں شاخیں آپس میں مِل جاتی ہیں۔ ان دونوں دریاؤں یعنی نیل ابیض اور نیل ازرق کا درمیانی علاقہ جزیرہ کا میدان ہے۔ یہ علاقہ بُہت زرخیز ہے۔ اِس خطّے میں پیدا ہونے والی کپاس دُنیا بھر میں مشہُور ہے۔ گندم، مکئی اور باجرہ دُوسری اہم فصلیں ہیں۔

دریائے اُردن کی وادی : فلسطین کا وہ علاقہ جو اردن کی سلطنت میں شامل ہے اور جسے دریائے اردن سیراب کرتا ہے ، دریائے اُردن کی وادی یا وادیٔ فاروق کہلاتا ہے۔ گندم ، جَو اور زیتون اس علاقے کی اہم پیداوار ہیں۔

دریائے دجلہ اور فرات کی وادی : عراق اور شام کا کچھ حصّہ دو دریاؤں یعنی دجلہ



ور فرات کی بدولت سیراب ہوتا ہے۔ ان دونوں دریاؤں کے درمیان واقع علاقہ میسوپوٹامیہ کہلاتا ہے۔ یہ وادی زمانہ قدیم سے تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہی ہے۔ اس خطّے کا شمار بھی دُنیا کے زرخیز ترین میدانوں میں ہوتا ہے۔ کھجُور ، گندم ، جَو اور چاول اس علاقے کی اہم پیداوار ہیں۔ دجلہ اور فرات کے وسطی حصّوں میں تیل کے چشمے بھی پائے جاتے ہیں۔

یہ دونوں دریا یعنی دجلہ اور فرات بصرہ (عراق) کے نزدیک ایک دُوسرے سے مل جاتے ہیں۔ اِس ملاپ کے بعد ان دونوں دریاؤں کو شط العرب کہتے ہیں جو بالآخر خلیج فارس میں جا گرتے ہیں۔

دریائے سِندھ کی وادی : دریائے سندھ اور اس کے مُعاون دریاؤں جہلم ، چناب ، راوی اور ستلج سے سیراب ہونے والے علاقے کو 'دریائے سِندھ کی وادی' کہتے ہیں۔ کالاباغ

(میانوالی) اور کوٹری تک کے علاقے کو دریائے سندھ کا بالائی میدان کہتے ہیں اور اِس کے نیچے کے علاقے کو دریائے سندھ کا زیریں میدان کہتے ہیں۔ اِس سارے میدان میں نہروں کا جال بچھا ہُوا ہے۔ سندھ کا طاس دُنیا کے زرخیز ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں بیشتر آب پاشی نہروں کی بدولت ہے۔ یہ نہری نظام دُنیا میں بہترین سمجھا جاتا ہے۔ یہاں ہر قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ البتہ گندم، کپاس، گنّا، چاول اور مکئی نسبتاً زیادہ اہم فصلیں ہیں۔

دریائے سندھ اور اس کے تمام چھوٹے بڑے معاون دریا پاکستان کے مختلف علاقوں میں سے بہتے ہُوئے بالآخر پنجند کے مقام پر ایک دُوسرے سے مِل جاتے ہیں اور بعد میں ان سب کا پانی بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔

دریائے برہم پُتر کی وادی : دریائے برہم پُتر بنگلہ دیش کا اہم ترین دریا ہے۔ یہ دریا جب خلیج بنگال کے قریب آتا ہے تو بھارت کی جانب سے دریائے گنگا بھی اِس میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں دریا مِل کر ایک بہُت بڑے ڈیلٹے کو جنم دیتے ہیں۔ یہ تمام علاقہ چاول، پٹ سن اور تمباکو کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔ سلہٹ کی پہاڑیوں پر چائے کی کاشت ہوتی ہے۔ ڈیلٹے کے علاقے میں سُندربن کا مشہور جنگل ہے۔ دریائے برہم پُتر کی وادی کے علاقے میں آبادی گنجان ہے۔

اِنڈونیشیا : قریباً تیرہ ہزار جزیروں کا مُلک ہے۔ یہ علاقہ اِستوائی خطے میں واقع ہے اِس لیے یہاں خُوب بارش ہوتی ہے۔ اِس علاقے میں واقع آتش فشاں پہاڑوں سے نکلنے والے لاوے کی تہ یہاں کی زمین کو زرخیزی بخشتی ہے۔ ویسے اِس کا ساحل کٹا پھٹا ہے۔ ملائیشیا کا بیشتر علاقہ میدانی ہے۔

4 - ریگستان

دُنیا کا سب سے بڑا ریگستان صحرائے اعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس صحرا میں مصر، سوڈان، لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش کے جنوبی حصّے شامل ہیں۔ صحرا کے شمالی اور مشرقی حِصّوں میں آج بھی ہر جگہ ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔ دریائے نیل کی وادی کے سوا کہیں ہریالی اور شادابی نظر نہیں آتی۔ یہ ریگستانی کیفیت بحیرۂ قلزم کے پار بھی نظر آتی ہے۔

برّاعظم ایشیا کے مغرب میں صحرائے عرب واقع ہے۔ اس صحرا کا شمالی حصّہ خلیج عقبہ تک چلا جاتا ہے۔ یہاں اسے صحرائے سینا کہتے ہیں۔ یہ صحرا مصر اور جزیرہ نمائے عرب کے

درمیان واقع ہے۔

ایران کے صحرائی علاقے کو دشتِ لوط کہتے ہیں۔ یہ صحرا پاکستان کے صُوبہ بلوچستان تک چلا گیا ہے۔ مکران کے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ ریتلا علاقہ صُوبہ سِندھ کے تھر کے ریگستان سے جا ملتا ہے۔ اس صحرا کے اس حصّے کو جو بہاولپُور میں واقع ہے "چولستان" کہتے ہیں

مسلم ممالک کے یہ تمام ریگستانی علاقے معدنی پیداوار بالخصوص معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ تمام مسلم ممالک انفرادی اور اجتماعی ہر دو رنگ میں کوشاں ہیں کہ اس معدنی دولت کے خزینوں کو جلد از جلد حاصل کیا جائے۔ اِس سے ترقّی کی منازل طے کرنے میں مدد ملے گی۔

5- **بحر اور بحیرے** مسلم ممالک کی لمبی پٹی جو دُنیا کے دو بڑے برّاعظموں یعنی ایشیا اور افریقہ میں واقع ہے، اس قدر علاقے کو گھیرے ہُوئے ہے کہ اِس کی حدیں دُنیا کے تین بڑے بحروں: بحرِ اوقیانوس، بحرالکاہل اور بحرِ ہند کو چھُوتی ہیں۔ اِس کے علاوہ اہم ترین بحیرے اور خلیجیں بھی مُسلم ممالک میں واقع ہیں۔ ان میں بحیرۂ عرب، بحیرۂ قلزم، بحیرۂ روم، بحیرۂ اخزر، بحیرۂ اسود، خلیج بنگال، خلیج عمان اور خلیج فارس زیادہ اہم ہیں۔

انڈونیشیا کے مشرقی جزائر بحرالکاہل میں واقع ہیں۔ ملائیشیا کا مشرقی ساحلی علاقہ بھی اسی بڑے سمندر کے کنارے واقع ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے مغربی ساحل بحرِ ہند کے ساتھ واقع ہیں۔ بنگلہ دیش کے جنوب میں خلیج بنگال اور پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ ایران، متّحدہ عرب امارات، اومان، مسقط اور سعودی عرب بحیرۂ عرب کے کنارے واقع ہیں۔ بحیرۂ عرب کا وہ حصّہ جو ایران اور متّحدہ عرب امارات کے ساحل کی طرف شمال کو مُڑ جاتا ہے، اُسے خلیج اومان اور خلیج فارس کہتے ہیں۔ مصر، لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش کے شمال میں بحیرۂ روم واقع ہے۔ ایران اور ترکی کے شمال میں بحیرۂ اخزر اور بحیرۂ اسود واقع ہیں۔ مراکش، موریطانیہ، گنی اور نائیجیریا بحرِ اوقیانوس کے کنارے واقع ہیں۔

زمین پر تبدیلیاں لانے والے کارکن

زمین کی سطح ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی بلکہ مُختلف عوامل جا بجا چھوٹی بڑی تبدیلیاں

رُونما کرتے رہتے ہیں۔ ان عوامل کو کارکن بھی کہتے ہیں۔ ان کارکنوں میں سُورج، بارش، دریا، ہَوا، آندھی، زلزلے اور پہاڑ نسبتًا اہم ہیں۔ علم جغرافیہ کی رُو سے آخری دونوں کارکنوں کو اندرُونی اور دوسروں کو بیرونی کارکن کہا جاتا ہے۔ آج سے لاکھوں سال پہلے زمینی ساخت کے ابتدائی مراحل میں یہ تبدیلیاں بڑی تیزی سے روپذیر ہوتی تھیں۔ البتہ جُوں جُوں وقت گُزرتا گیا ان کی رفتار، کیفیت اور ہیئت میں کمی ہوتی گئی۔ آج کل تو سطحِ زمین کے کئی حصّے ایسے ہیں جن میں عرصہ دراز سے کوئی بڑی تبدیلی رونما نہیں ہُوئی بلکہ مستقبل قریب میں کسی بڑی تبدیلی کی توقع بھی نہیں۔

تبدیلیاں لانے والے اہم کارکنوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زلزلے

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ زمین کے اندرونی حصّے میں گرم مادہ موجُود ہے۔ اس گرم مادّے کو میگما کہتے ہیں۔ جہاں کہیں زمین کا پوست کمزور ہوتا ہے، وہاں سے میگما زور دار دھماکے سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے، تو اِس خطّے میں زمین پر زلزلہ محسوس ہوتا ہے۔ زمین کے اندرُونی حصّے میں چٹانیں ٹھنڈی ہونے کے باعث جب سکڑتی ہیں تو قریب میں واقع دوسری چٹانیں ان کی جگہ لینے کے لیے اس طرف سرک جاتی ہیں۔ اس تبدیلی کے باعث بھی زلزلے محسُوس ہوتے ہیں۔ اگر زلزلے آبادی والے علاقوں میں آئیں تو تباہی بھی مچا سکتے ہیں۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، پاکستان کے شمال مغربی پہاڑوں، کوہ البرز، کوہ بنطس اور آرارات کے پہاڑوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔ ترکی میں تو زلزلے بہُت تباہی مچاتے ہیں۔ 1935ء میں جو زلزلہ کوئٹہ کے علاقے میں آیا تھا، اُس نے بے پناہ تباہی کی تھی۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں 1974ء میں بھی شدید زلزلہ آیا تھا۔ چھوٹے موٹے جھٹکے تو کبھی کبھار محسوس ہوتے ہی ہیں۔ آتش فشانی کے عمل سے بھی سطحِ زمین پر متعدّد تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ آرمینیا اور آرارات میں کبھی کبھی آتش فشانی ہوتی رہتی ہے۔ اِنڈونیشیا کے جزائر میں بھی یہ عمل جاری ہے۔

بارش

بارش کئی طریقوں سے سطحِ زمین پر متعدّد تبدیلیاں لاتی رہتی ہے۔ مثلاً جب بارش کے قطرے زمین پر گرتے ہیں تو اُوپر کی مٹّی کھرچ دیتے ہیں جو بعد میں بارش کے پانی کے ہمراہ بہ نکلتی ہے۔ جن مقامات پر بارش خُوب ہو، زمین کی ڈھلان بھی زیادہ ہو نیز سطحِ زمین پر نباتات بالکل نہ ہوں یا نہ ہونے کے برابر ہوں تو

یہ بارش زرعی مٹّی کو بہا کر لے جا سکتی ہے جس کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار متأثر ہوتی ہے۔ بعض صُورتوں میں تو ایسے علاقے میں بڑے بڑے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ پاکستان میں واقع سطح مُرتفع پوٹھوہار اسی قسم کی ایک مثال ہے۔

بارش ایک اور صُورت میں بھی سطح زمین پر تبدیلی لانے کا سبب بنتی ہے۔ مثلاً جب بارش ہوتی ہے تو ہَوا میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن گیس بارش کے قطروں میں مِل جاتی ہے۔ جب یہ قطرے ایسی چٹانوں پر گرتے ہیں جو اِس گیس ملے پانی میں حل ہو سکتی ہیں تو وہاں گڑھے اور غاریں بن جاتی ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایسی تبدیلیاں چند گھنٹوں یا چند دنوں میں رُونما نہیں ہوتیں۔ ہاں اگر یہ عمل عرصہ دراز تک ہوتا رہے تو رفتہ رفتہ یہ تبدیلیاں واضح شکل اختیار کرتی جاتی ہیں۔

دریا

سطح زمین پر تبدیلیاں لانے میں دریا بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دریا جب پہاڑوں سے نکل کر میدانوں کا رُخ اِختیار کرتے ہیں تو راستے میں آنے والی چٹانوں کو توڑتے پھوڑتے رہتے ہیں کیونکہ پہاڑی علاقوں میں دریاؤں کی رفتار عام طور پر بہُت تیز ہوتی ہے۔ یہ دریا اپنے سفر کے دوران جو مٹّی ساتھ لاتے ہیں وہ میدانوں میں بچھا دیتے ہیں جس سے وادیاں جنم لیتی ہیں۔

سمندر

ہَوا اور پانی کے زور سے سمندر کی تیز رفتار موجیں ساحل سے ٹکراتی ہیں تو ساحلی چٹانوں میں ٹُوٹ پھُوٹ ہوتی رہتی ہے۔ پانی چٹانوں کے اندر تک پہنچ جاتا ہے جس سے غاریں بن جاتی ہیں۔ اگر چٹانیں نرم ہوں تو وہ لہروں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور یُوں پانی دُور تک خشکی کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اِس عمل سے خلیجیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

ہَوا اور آندھی

ہَوا خواہ اس کی رفتار تیز ہو یا کم، سطح زمین پر اپنے انداز میں بتدریج تبدیلیاں لاتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر ایسی چٹانیں جن پر آکسیجن اثر انداز ہوتی ہے، وہ ہَوا میں موجود آکسیجن کی وجہ سے بھُر بھُری ہو کر ٹُوٹتی رہتی ہیں۔ تیز ہَوا کا جسے ہم آندھی کہتے ہیں، ریگستانوں میں خاص طور پر زیادہ عمل دخل نظر آتا ہے۔ ہَوا کے عمل سے ریت کے ٹیلے بنتے بگڑتے رہتے ہیں اور چٹانیں کٹ کر طرح طرح کی شکلیں اختیار کر لیتی ہیں۔

سوالات

(ا) مختصر جوابات دیجیے۔

1- قدرتی یا طبعی تقسیم سے کیا مراد ہے ؟

2- مُسلم ممالک میں واقع سلسلہ ہائے کوہ کے نام لکھیے۔

3- مُسلم ممالک میں واقع اہم پہاڑوں سے جو فوائد ان ممالک کو حاصل ہیں ، اُن کو تحریر کریں۔

4- مُسلم ممالک کی اہم سطوح مُرتفع سے متعلّق جو آپ جانتے ہیں ، اسے لکھیے۔

5- میدان سے کیا مُراد ہے ؟ مسلم ممالک میں واقع اہم دریائی میدانوں کے نام لکھیے نیز وہاں کی اہم پیداوار بھی تحریر کریں۔

6- ان بحروں ، بحیروں اور خلیجوں کے نام لکھیں ، جو کسی نہ کسی طرح مسلم ممالک سے وابستہ ہیں۔

7- سطح زمین پر تبدیلیاں لانے والے اہم کارکنوں کے نام لکھیں۔

(ب) درج ذیل میں سے صحیح پر ✓ کا نشان اور غلط پر ✗ کا نشان لگائیں۔

I- سطح مُرتفع پامیر کو 'دُنیا کی چھت' کہا جاتا ہے۔

II- کے-ٹو دُنیا کی بلند ترین چوٹی ہے۔

III- بحر اور بحیرے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

IV- دریائے نیل دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔

---

6 مُسلم ممالک کی آب و ہوا

آپ چھٹی جماعت میں ان عوامل سے متعلق تفصیل سے پڑھ آئے ہیں جو کسی خطّے کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چونکہ مختلف عوامل اپنے اپنے رنگ ڈھنگ سے آب و ہوا پر اثر ڈالتے ہیں، اِس لیے ایک خطّے کی آب و ہوا دوسرے خطّے کی آب و ہوا سے کسی قدر مختلف ہوتی ہے۔

آب و ہوا کے لحاظ سے مُسلم ممالک کو درج ذیل خطّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

استوائی خطّہ : اس خطے سے مُراد وہ علاقہ ہے جو خط اِستوا کے دونوں جانب 5 درجے کے اندر واقع ہے۔ مسلم ممالک میں انڈونیشیا اور جنوبی ملائیشیا اس خطّے میں واقع ہیں۔ خطِ استوا پر سُورج کی شعاعیں سارا سال قریبًا عمودًا پڑتی ہیں، اِس لیے استوائی خطّے میں موسم سارا سال گرم رہتا ہے۔ چونکہ بارش بھی بکثرت ہوتی ہے، لہٰذا آب و ہوا کی مجموعی کیفیّت گرم مرطوب ہوتی ہے۔ گرم مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے اس خطّے میں ایسی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں، جنھیں بیک وقت پانی اور حرارت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ چاول، گنا، ربڑ، چائے اور تمباکو یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔

اِس خطے میں جنگلات وسیع طور پر پائے جاتے ہیں۔ جھیلیں اور تالاب بھی کافی تعداد میں ہوتے ہیں۔ مچھلی ان لوگوں کی مرغوب غذا ہے۔

مُون سُونی خطّہ : پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں مسلم ممالک اس خطّے میں واقع ہیں، لیکن ان کی آب و ہوا میں فرق ہے۔ بنگلہ دیش چونکہ مون سُون ہواؤں کی زد میں پہلے آتا ہے، سمندر سے بھی قریب ہے اور پہاڑوں کا رُخ بھی شرقًا غربًا ہے، جس کی وجہ سے ہوائیں بارش برسائے بغیر وہاں سے گزر نہیں سکتیں، اِس لیے بنگلہ دیش میں پاکستان کی نسبت زیادہ بارش ہوتی ہے۔ پاکستان، مُون سُونی خطّے میں واقع ہونے کے باوجُود گرم مرطوب آب و ہوا نہیں رکھتا بلکہ یہاں کی آب و ہوا شدید ہے، یعنی گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد۔

رومی آب و ہوا کا خطّہ : یہ خطّہ خطِ استوا کے دونوں جانب 30 اور 40 درجے کے

درمیان واقع ہے۔ مُسلم ممالک میں ترکی ، مراکش اور الجزائر کے شمالی علاقے اِس خطّے میں شامل ہیں۔ یہاں بارش سردیوں میں ہوتی ہے۔ یہاں کی آب و ہَوا گندم اور پھلوں کی کاشت کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔

سوڈانی خِطّہ : سوڈان اور نائیجیریا کا شمالی علاقہ اِس خطّے میں واقع ہے۔ بارش زیادہ موسمِ گرما میں ہوتی ہے مگر اِس کی مقدار اِس قدر نہیں ہوتی کہ جنگلات اُگ سکیں، البتّہ لمبی لمبی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ دریاؤں کے قریب جہاں آب پاشی کا مناسب اِنتظام موجُود ہے ، وہاں فصلوں سے اچھی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ کافی ، گنا ، مکئی وغیرہ اہم فصلیں ہیں۔ اس خطّے کو سوڈان کی آب و ہَوا کا خطّہ یا منطقہ حارہ کے گھاس کے مَیدان کا خطّہ بھی کہتے ہیں۔

صحرائی خِطّہ : یہ خطّہ خطِ استوا کے دونوں جانب 20 سے 30 درجے کے درمیان واقع ہے۔ مُسلم ممالک میں سے مراکش ، تیونس ، الجزائر ، لیبیا ، مصر ، سعودی عرب ، یمن ، عراق ، ایران اور خلیج فارس کی ریاستیں اس خطّے میں واقع ہیں۔ اس سارے علاقے میں بارش بہُت کم ہوتی ہے۔ بارش کا کوئی خاص موسم متعین نہیں۔ سال میں چند ایک بار ہلکی بارش ہو جاتی ہے مگر کبھی کبھی اس قدر بارش ہو جاتی ہے کہ فائدے کی بجائے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کئی سال تو بارش بالکل ہی نہیں ہوتی۔

اس خطّے میں گرمیوں کا موسم خاصا لمبا ہوتا ہے۔ دن کے وقت خُوب گرمی پڑتی ہے جس سے ریت تپ جاتی ہے اور درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ دن ڈھلتا ہے تو ریت جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے جس سے رات کو قدرے ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔

سوالات

(ا) مختصر جوابات دیجیے۔

1 ۔ استوائی خطّے میں کون کون سے مسلم ممالک واقع ہیں۔ ان کی آب و ہَوا سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

2 ۔ ان مسلم ممالک کے نام بتائیے جو رومی آب و ہَوا کے خطّے میں واقع ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل میں سے جو بیان درست ہے ، اس کے سامنے ✓ کا نشان لگائیں۔

I ۔ پاکستان مُون سُونی خطّے میں واقع ہے۔

II ۔ صحرائی خطّے میں بارش گرمیوں کے موسم میں ہوتی ہے۔

7

مُسلم ممالک کے وسائل

قُدرتی وسائل سے مُراد ایسے وسائل ہیں جو اللہ تعالےٰ نے بنی نوع اِنسان کے لیے پیدا کیے ہیں۔ یہ وسائل زیرِ زمین بھی ہو سکتے ہیں، جیسے معدنیات وغیرہ اور زمین کے اُوپر بھی، جیسے جنگلات اور فصلیں وغیرہ۔ اِن وسائل سے بطریقِ احسن فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا انسان کا اپنا کام ہے۔ جن قوموں اور ممالک نے اِن وسائل کی طرف خاطرخواہ توجّہ دی اور ان سے بھرپُور فائدہ اُٹھانے کی سعی کی، وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہُوئیں۔

مُسلم ممالک کرۂ ارض کے ایک وسیع رقبے پر پھیلے ہُوئے ہیں۔ اس وُسعت کی وجہ سے اُن کے ہاں آب و ہَوا اور پیداوار میں تنوّع ہے۔ مختلف آب و ہَوا اور بارش کی مقدار میں کمی بیشی کی وجہ سے مُسلم ممالک کے وسائل مختلف انواع کے ہیں۔ معدنی دولت کے علاوہ جس سے یہ ممالک مالا مال ہیں، یہاں ہر قسم کے جنگلات اور چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ معدنی تیل مسلم دُنیا کی سب سے اہم دولت ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا کے مُسلم ممالک انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش جنگلات اور ربڑ کی پیداوار سے مالا مال ہیں۔ پہاڑی سلسلے اپنے میوہ جات کی وجہ سے مشہور ہیں، جبکہ زرخیز وادیاں زرعی پیداوار میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ الغرض یہ کہ مُسلم ممالک قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ مگر ضرورت صرف اِس بات کی ہے کہ انھیں جدید سائنسی اصولوں کے مطابق بروئے کار لایا جائے تاکہ لوگ خُوش حال ہوں اور مُلکی معیشت میں دُوسروں پر اِنحصار ختم ہو۔

اہم قدرتی وسائل کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ یعنی معدنی دولت، زرعی دولت اور صنعتی پیداوار۔ ان کا علٰحدہ علٰحدہ ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:۔

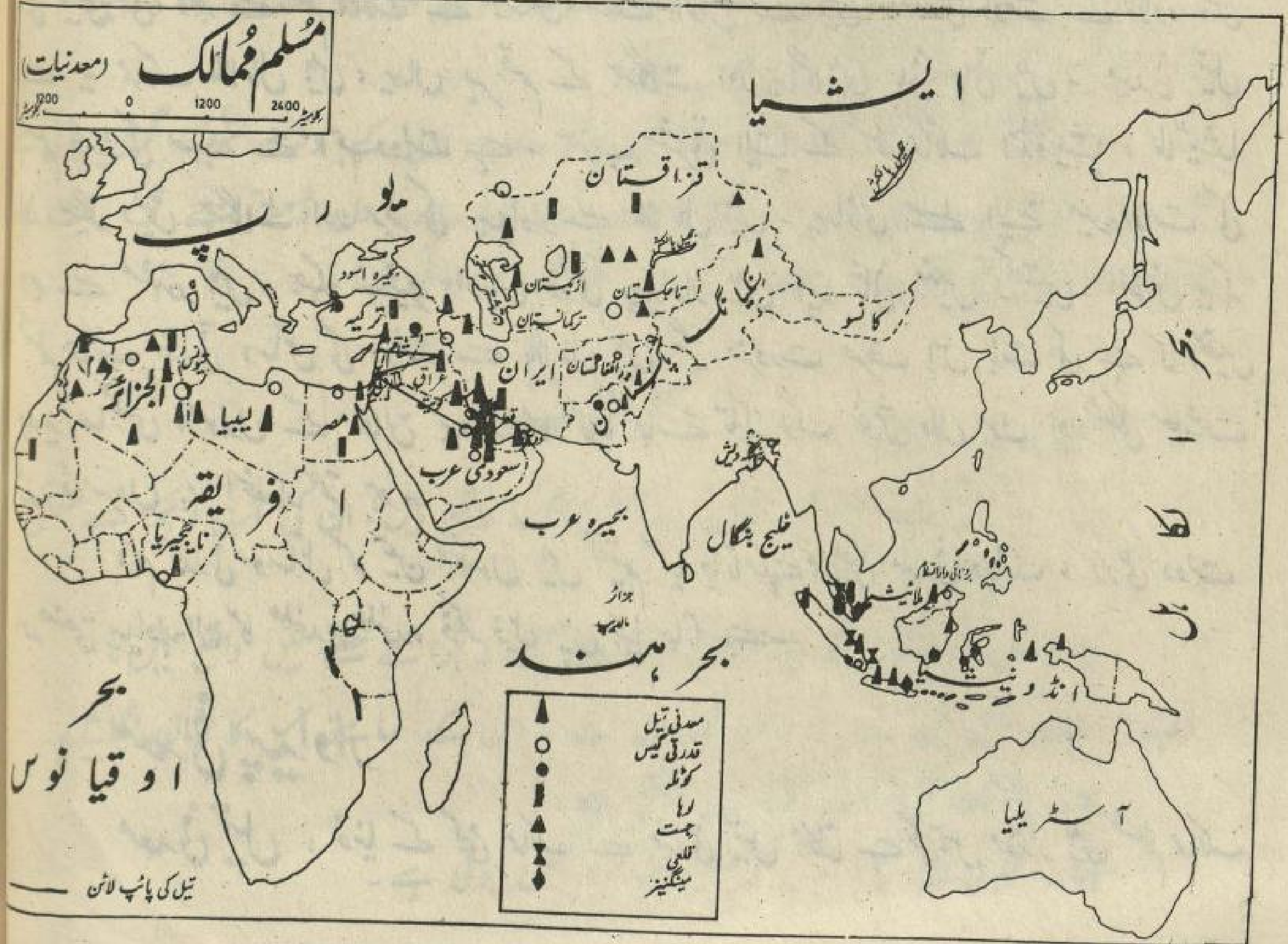
1۔ معدنی پیداوار

معدنی تیل: دُنیا کے کئی ممالک سے معدنی تیل نکلتا ہے مگر جس مقدار میں مُسلم ممالک

کے ہاں یہ معدنی دولت پائی جاتی ہے ، کوئی اور مُلک یا خطّہ اِتنا خوش قسمت نہیں ہے مسلم ممالک میں خلیج فارس کی ریاستیں اس دولت میں خاص طور سے مالا مال ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دُنیا میں جس قدر معدنی تیل درکار ہے، اس کا قریبًا 40 فیصد مسلم ممالک کے ہاں سے دستیاب ہے۔ اِن میں سعودی عرب ، اِیران ، عراق ، کویت ، قطر ، بحرین اور متّحدہ عرب امارات سَرِفہرست ہیں۔

مُسلم ممالک میں سب سے زیادہ معدنی تیل سعودی عرب میں نکلتا ہے۔ یہاں تیل کے بڑے بڑے چشمے ہیں۔ غوار کا چشمہ دُنیا میں تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ غوار کے علاوہ بکوک اور دمن میں بھی تیل کے ذخیرے ہیں۔ دہران میں تیل صاف کرنے کا ایک بہُت بڑا کارخانہ ہے۔ سعودی عرب کی کُل قومی آمدنی کا قریبًا 90 فیصد تیل سے حاصل ہوتا ہے۔

سعودی عرب کے بعد ایران کا نمبر آتا ہے جو اپنی قومی آمدنی کا 86 فیصد تیل سے حاصل کرتا ہے۔ ایران کے بعد کویت کا مقام ہے۔ یہاں ایک سو پچاس سے زیادہ تیل کے کنویں ہیں۔ یہ چھوٹا سا مُلک اپنی کُل آمدنی کا قریبًا 95 فیصد تیل سے حاصل کرتا ہے۔



عراق میں بھی خاصی مقدار میں معدنی تیل نکالا جاتا ہے۔ عراق کی قومی آمدنی کا قریبًا 75 فیصد تیل کی برآمد سے حاصل ہوتا ہے۔

متحدہ عرب ریاستیں خلیج فارس پر واقع ہیں۔ اِن ریاستوں کی شہرت کی بنیادی وجہ ان کا معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہونا ہے۔

لیبیا، شمالی افریقہ کا اہم مُسلم مُلک ہے۔ تیل کی پیداوار کے سلسلے میں اس کا چوتھا نمبر ہے۔ اس کی قومی آمدنی کا قریبًا 90 فیصد تیل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ اپنا زیادہ تیل خام حالت میں ہی برآمد کر دیتا ہے۔

نائیجیریا اور الجزائر، افریقہ کے دو اور اہم مُسلم ممالک ہیں جنھیں قُدرت نے معدنی تیل کی دولت سے نوازا ہے۔

جنُوب مشرقی ایشیا میں واقع ایک اہم مُسلم ملک انڈونیشیا ہے۔ اسے تیل پیدا کرنے والے مُسلم ممالک میں اہم مقام حاصل ہے۔ یہاں تیل صاف کرنے کے لیے کارخانے قائم ہیں۔ انڈونیشیا معدنی تیل سے کئی دوسری کیمیاوی اشیا تیار کر کے قیمتی زرِمبادلہ کماتا ہے۔

اِن ممالک کے علاوہ مراکش، ترکی، برونائی دارالسّلام اور پاکستان میں بھی تیل نکالا جاتا ہے۔ پاکستان میں تیل کے ذخائر کھوڑ، ڈھلیان، بالکسر، جویامیر، تُوت، کرسال، میال، ڈھوڈک، خسکھلی میں واقع ہیں، مگر یہ تیل پاکستان کی ضروریات کو پُورا کرنے کے لیے کافی نہیں، اِس لیے باہر کے ممالک سے خام تیل درآمد کیا جاتا ہے جسے کراچی اور راولپنڈی میں واقع تیل صاف کرنے والے کارخانوں میں صاف کر کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

کوئلہ: کوئلہ، توانائی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اِس کا شمار دنیا کی اہم ترین معدنیات میں ہوتا ہے۔ اِسے ایندھن کے طور پر استعمال کر کے کارخانوں، ریل گاڑیوں اور بھٹیوں کو چلایا جاتا ہے۔ کوئلے کے معاملے میں مُسلم ممالک اِس قدر خُوش نصیب نہیں جس قدر معدنی تیل کے معاملے میں ہیں۔ اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیشتر مُسلم ممالک نے بالخصوص تیل کی دولت سے مالا مال مُسلم ممالک نے کوئلے کی تلاش کی طرف خاطر خواہ توجّہ نہیں دی۔

مُسلم ممالک میں سب سے زیادہ اور اچھّی قسم کے کوئلے کے ذخائر تُرکی میں ہیں۔ یہ ذخیرے زیادہ تر بحیرۂ کیسپین اور بحیرۂ اَسوَد کے قریبی علاقوں میں موجود ہیں۔ ایران میں بھی

کاشان اور کرمان کے علاقوں میں کوئلے کے ذخائر موجود ہیں، مگر تا حال ان سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکا۔ افغانستان میں بھی کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں، مگر چونکہ یہ علاقہ زیادہ تر پہاڑی ہے، اِس لیے ناقص اور نسبتاً مشکل ذرائع آمدورفت کی وجہ سے اِن ذخائر سے مکمل طور سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا رہا۔

پاکستان میں زیادہ تر کوئلہ صُوبہ بلوچستان میں شاہ رگ، کھوسٹ اور ڈگاری کی کانوں سے اور صُوبہ پنجاب میں ڈنڈوت اور مکڑ وال کی پہاڑیوں سے نکالا جاتا ہے۔ یہ کوئلہ اچھی قسم کا نہیں، اِس لیے اس سے صرف بھٹیاں اور بھٹے چلانے کا کام لیا جا سکتا ہے۔

قُدرتی گیس : قُدرتی گیس بھی ایک اہم طاقتی وسیلہ ہے۔ پاکستان کے لیے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ پاکستان میں قُدرتی گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ سُوئی (صُوبہ بلوچستان) کے مقام پر دریافت ہونے والے ذخائر مقدار میں سب سے زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ صُوبہ سِندھ اور صُوبہ پنجاب میں بھی بعض مقامات پر گیس کے ذخائر ملے ہیں۔ ان میں ڈھلیان اور ڈھوڈک کے ذخائر نسبتاً اہم ہیں۔

پاکستان کے علاوہ جن مُسلم ممالک میں قدرتی گیس کے ذخائر موجود ہیں اور ان سے اِستفادہ کیا جا رہا ہے، ان میں بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ایران اور مراکش شامل ہیں۔

لوہا : کسی بھی ملک کی ترقّی کے لیے لوہے کی اہمیّت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ترقی پذیر معیشت میں تو اِس کی اہمیّت اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لوہا ہمیشہ خام حالت میں ملتا ہے اور بعد میں اس سے دیگر مصنوعات تیار کی جاتی ہیں۔ مسلم ممالک میں لوہا ترکی، ایران، مصر، تیونس، مراکش، الجزائر، گیبون، گنی، موریطانیہ، ملائیشیا اور پاکستان میں ملتا ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر مُسلم باغ (صُوبہ بلوچستان)، کالا باغ (صُوبہ پنجاب)، چترال (صُوبہ سرحد) اور جھمپیر (صُوبہ سِندھ) میں واقع ہیں۔

کرومائیٹ : دُنیا میں کرومائیٹ کے سب سے وسیع ذخائر پاکستان کے صُوبہ بلوچستان کے مقام مُسلم باغ کے قریب موجُود ہیں۔ ترکی کرومائیٹ پیدا کرنے والا دُنیا کا تیسرا بڑا مُلک ہے۔ ایران میں بھی کرومائیٹ کے ذخائر موجُود ہیں۔

معدنی نمک : دُنیا میں سب سے زیادہ اور اعلیٰ قسم کا معدنی نمک پیدا کرنے والی کانیں کھیوڑہ (پاکستان) کے مقام پر واقع ہیں۔

ٹن : دنیا میں سب سے زیادہ ٹن ملائیشیا پیدا کرتا ہے۔ یہ مُلک ٹن کی برآمد سے خاصا زرِمبادلہ کماتا ہے۔ ایران ایک اور مسلم مُلک ہے جہاں ٹن کے ذخائر موجود ہیں۔

تانبا : تانبے کی پیداوار کے لیے ترکی ، ایران ، پاکستان ، مصر ، مراکش ، تیونس اور الجزائر قابلِ ذکر مُسلم ممالک ہیں۔

سیسہ : جن مُسلم ممالک میں سیسہ پایا جاتا ہے ، ان میں ایران ، مصر ، مراکش ، تیونس اور الجزائر سرِفہرست ہیں۔

فاسفیٹ : فاسفیٹ کی پیداوار کے لیے اُردن ، سینیگال ، مراکش ، تیونس اور الجزائر اہم مسلم ممالک ہیں۔

مینگنیز : پاکستان ، ترکی ، مراکش اور گیبون اِس دھات کی پیداوار کے لیے اہم مقام رکھتے ہیں۔ یہ قیمتی دھات فولاد بنانے اور کئی کیمیائی اشیا تیّار کرنے کے کام آتی ہے۔

درج بالا معدنیات کے علاوہ پارہ ، گندھک ، باکسائیڈ ، جپسم ، یورینیم ، کوبالٹ اور تانبا بھی عام ملتے ہیں۔

2- زرعی پیداوار

زمین میں فصلیں کاشت کر کے جو پیداوار حاصل کی جاتی ہے ، اسے زرعی پیداوار کہتے ہیں۔ زرعی اجناس کی دو بڑی اقسام ہیں۔ خوراک کی ضرُوریات کو پُورا کرنے کے لیے جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں ، انھیں غذائی اجناس کہتے ہیں۔ ان میں گندم ، چاول ، مکئی ، گنّا وغیرہ شامل ہیں۔ اِنسانی زندگی کی دیگر ضرُوریات کو پورا کرنے کے لیے جو فصلیں بوئی جاتی ہیں ، انھیں عام طور پر غیر غذائی اجناس یا نقد آور اجناس کہتے ہیں۔ اِن میں کپاس پٹ سَن ، تمباکو ، چائے ، کافی ، ربڑ وغیرہ شامل ہیں۔

مُسلم ممالک ایک وسیع خِطّہ ارض پر محیط ہیں۔ یہ وسیع سلسلہ کئی زرخیز وادیوں اور میدانوں سے مزیّن ہے۔ ان میں دریائے سِندھ کی وادی ، بنگلہ دیش میں دریائے گنگا اور برہم پتر کی وادی ، دریائے نیل کی وادی ، دجلہ و فرات کی وادی نیز بحیرۂ کیسپین کے ساحلی علاقے نسبتاً اہم ہیں۔ یہ سارے علاقے اپنی اپنی مخصوص آب و ہَوا کے حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زرعی پیداوار میں بھی اسی قدر تنوّع پایا جاتا ہے۔ مُسلم ممالک میں ہر قسم کی آب و ہَوا پائی

جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ہر موسم میں کاشت ہونے والی فصلیں اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ صحرائی علاقوں میں بھی چھوٹے چھوٹے نخلستان موجود ہیں۔

بیشتر مسلم ممالک اپنی زرعی پیداواری صلاحیت کو بہتر کرنے کی غرض سے جدید مشینی زراعت کی طرف تیزی سے مائل ہو رہے ہیں۔ مسلم ممالک کی اہم زرعی پیداوار کے متعلق ذیل میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

گندم : بحیرۂ روم کے خطے میں واقع مسلم ممالک گندم کی پیداوار کے لیے زیادہ موزوں تصوّر کیے جاتے ہیں۔ ترکی ان میں سرِفہرست ہے۔ دیگر مسلم ممالک جہاں گندم کو ایک اہم زرعی پیداوار کا مقام حاصل ہے، ان میں مصر، الجزائر، پاکستان، مراکش، اُردن، شام، فلسطین، عراق اور ایران شامل ہیں۔

چاول : گرم مرطوب آب و ہوا والے علاقے نیز وادیوں اور میدانوں کو اس فصل کی پیداوار کے لیے موزوں گردانا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش اہم ترین ممالک ہیں۔ بنگلہ دیش کو تو 'چاول کا گھر' کہا جاتا ہے۔ وہاں بعض علاقوں میں تو سال میں چاول کی تین فصلیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ اعلیٰ قسم کے چاول کی کاشت کے لیے دریائے سندھ کی وادی، دریائے نیل کی وادی، دریائے دجلہ و فرات کی وادی اور بحیرہ کیسپین کا ساحلی علاقہ بہت مشہور ہیں۔

مکئی : مکئی زیادہ تر مصر، سوڈان، گھانا، انڈونیشیا، ترکی، تیونس، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان میں کاشت کی جاتی ہے۔

گنّا : گنّا جن ممالک کی اہم فصل شمار کی جاتی ہے، ان میں انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، مصر اور عراق شامل ہیں۔ انڈونیشیا، مصر اور پاکستان کھانڈ برآمد بھی کرتے ہیں۔

جَو، جوَار، باجرا : یہ فصلیں اِنسانی خوراک اور مویشیوں کے چارے، دونوں کے لیے کاشت کی جاتی ہیں۔ ان کی زیادہ تر کاشت مصر، ترکی، اِیران، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، سینی گال، صومالیہ، سوڈان اور مراکش میں ہوتی ہے۔

کپاس : مصر اپنی کپاس کی پیداوار کے لیے دُنیا بھر میں مشہور ہے۔ کپاس کو 'چاندی کا ریشہ' بھی کہتے ہیں۔ سوڈان میں کپاس کی فی ایکڑ پیداوار سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں

بھی خاص کر اس کے نہری علاقے میں اچھی قسم کی کپاس حاصل کی جاتی ہے۔ ایران، ترکی اور شام میں بھی کپاس کی کاشت ہوتی ہے۔

پَٹ سَن : پٹ سَن کی پیداوار کے ضمن میں بنگلہ دیش سرِ فہرست ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دُنیا کی قریباً ستّر فیصد پٹ سن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔ اسے 'سنہری ریشہ' بھی کہتے ہیں۔ بنگلہ دیش اپنی کل آمدنی کا پچھتر فیصد پٹ سن اور اُس کی مصنوعات سے حاصل کرتا ہے۔ پاکستان میں بھی پٹ سَن کی کاشت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔

چائے : گرم مرطوب پہاڑی علاقے اس کی کاشت کے لیے زیادہ موزوں سمجھے جاتے ہیں۔ اس پودے کی پتیوں کو دُھوپ میں خُشک کر کے سیاہ چائے تیار کی جاتی ہے۔ سبز چائے بنانے کے لیے پتیوں کو آگ کی حرارت سے خشک کر کے رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش چائے کی پیداوار کے لیے مشہُور ہیں۔ انڈونیشیا اور بنگلہ دیش، چائے کو برآمد کر کے اپنی قومی آمدنی میں اضافہ کر رہے ہیں۔

ربڑ : ربڑ دراصل ایک درخت کا رَس ہوتا ہے۔ اس درخت کی چھال میں شگاف لگا کر اس رَس کو جمع کر لیا جاتا ہے اور پھر اسے خشک کر لیا جاتا ہے۔ اب تو اس کی باقاعدہ کاشت ہوتی ہے۔ اس سے بے شمار مصنوعات تیار ہوتی ہیں جیسے ٹائر ٹیوب وغیرہ۔ دُنیا میں سب سے زیادہ ربڑ ملائیشیا کے جنگلات سے حاصل ہوتا ہے۔ ربڑ ملائیشیا کی قومی آمدنی کا اہم ذریعہ ہے۔ بیشتر حصّہ یورپی ممالک اور جاپان کو برآمد کر دیا جاتا ہے۔ انڈونیشیا ربڑ پیدا کرنے والا دُوسرا اہم مُلک ہے۔ یہ اپنا زیادہ تر ربڑ برآمد کر دیتا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی تھوڑا بہُت ربڑ پیدا کیا جاتا ہے۔

تمباکو : ترکی، مصر اور شام میں اعلیٰ قسم کا تمباکو کاشت کیا جاتا ہے۔ ترکی اور مصر کے سِگار ساری دُنیا میں مشہور ہیں۔ پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، سوڈان اور گنی تمباکو پیدا کرنے والے دُوسرے اہم ممالک ہیں۔

مصالحہ جات : کئی صدیوں سے مسلم ممالک مصالحہ جات کی پیداوار اور تجارت کے لیے مشہور ہیں۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے جزائر میں سیاہ مِرچ، الائچی، دار چینی اور لونگ بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور دیگر ممالک کو برآمد کیے جاتے ہیں۔

پھل : چونکہ مسلم ممالک کے ہاں آب و ہَوا میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے، اِس لیے

وہاں قریباً ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں زیتون، انگور، انجیر، خوبانی، سنگترہ، مالٹا، انناس، کیلا، ناریل، آم، کھجور، آڑو اور سیب وغیرہ شامل ہیں۔

مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا کے ساحلی علاقے، شام، اُردن، ایران اور ترکی میں تُرش پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ ایران اور افغانستان میں عُمدہ قسم کے سیب اور اعلیٰ قسم کے تربوز پیدا ہوتے ہیں۔ ناریل اور انناس بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور ملائیشیا میں بکثرت ملتا ہے۔ عراق میں اعلیٰ قسم کی کھجور پیدا ہوتی ہے جس کو برآمد کر کے خاصا زرِمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان میں اعلیٰ قسم کے آم، مالٹا، کینو، لیموں، انگور، سیب، کیلا اور بادام پیدا ہوتے ہیں۔

3- صنعتی پیداوار

مُسلم دُنیا ہمیشہ خام اشیا کی پیداوار کا مرکز رہی ہے۔ دیگر ممالک بالخصوص یورپی اس خام مال کو خرید لیتے اور اِس سے مصنُوعات تیار کر کے مہنگے داموں بیچتے۔ یُوں یورپی ممالک صنعتی مراکز بن گئے۔

مُسلم ممالک اِس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ انھیں اپنی ترقّی کے لیے اپنی صنعتی پیداوار کو بڑھانا ہوگا تاکہ ایک تو ان کا دوسری قوموں پر انحصار کرنا ختم ہو اور دُوسرا وہ دیگر ممالک کو اپنی مصنُوعات برآمد کر کے قیمتی زرِمبادلہ کما سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مُسلم ممالک نے گزشتہ رُبع صدی میں اِس میدان میں خاصی ترقّی کی ہے اور اب یہ ممالک صنعتی میدان میں کافی آگے جا چکے ہیں۔ مسلم ممالک کی اہم صنعتی مصنُوعات کا تذکرہ کچھ یُوں ہے۔

سُوتی کپڑا: پاکستان، مصر، ترکی، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، ملائیشیا اور اِیران میں اچھّی قسم کا سُوتی کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ پاکستان ہر سال سُوت اور سُوتی کپڑے کی فروخت سے خاصا قیمتی زرِمبادلہ کماتا ہے۔

اُونی کپڑا: پاکستان، مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا، ترکی اور اِیران اس صنعت کی طرف توجّہ دے رہے ہیں۔ پاکستان اُونی کپڑے کے معاملے میں قریباً خُودکفیل ہو چکا ہے۔

ریشمی کپڑا: ریشمی کپڑے کے کارخانے پاکستان، اِیران، ترکی اور انڈونیشیا میں قائم ہیں۔

لوہے اور فولاد کی صنعت: اِس صنعت میں مُسلم ممالک، بیشتر دیگر ممالک کی

نسبت کمتر رہے ہیں۔ البتہ اب اس طرف انفرادی اور اجتماعی ہر دو صُورتوں میں کوشش جاری ہے۔ ترکی اور پاکستان میں اس سمت خاصی پیش رفت ہُوئی ہے۔ مصر، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں بھی فولاد سازی کی صنعتیں قائم ہو رہی ہیں۔

جہاز سازی کی صنعت انڈونیشیا، پاکستان، بنگلہ دیش، ترکی، مصر اور مراکش میں ترقّی کی راہ پر گامزن ہے۔

ربڑ کی مصنُوعات : انڈونیشیا ٹائر ٹیوب اور ربڑ سے تیار ہونے والی دیگر مصنوعات میں ایک مقام رکھتا ہے۔

پٹ سَن کی مصنُوعات : بنگلہ دیش اور پاکستان میں پٹ سَن کی مصنُوعات تیّار ہوتی ہیں۔

کھانڈ بنانے کے کارخانے : کھانڈ بنانے کے کارخانے پاکستان، اِنڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، مصر اور ترکی میں قائم ہیں۔

سگریٹ بنانے کے کارخانے : ترکی میں اعلیٰ قسم کے سِگار بنائے جاتے ہیں۔ پاکستان، مصر، بنگلہ دیش اور اِنڈونیشیا میں سگریٹ بنانے کے کئی کارخانے کام کر رہے ہیں۔

بناسپتی گھی : پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، مصر، الجزائر، ترکی اور ایران میں بناسپتی گھی تیار کرنے کے متعدّد کارخانے سرگرمِ عمل ہیں۔

سیمنٹ اور کھاد بنانے کے کارخانے : پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ایران، ترکی اور مصر میں سیمنٹ اور کھاد تیار کرنے کے کارخانے قائم ہیں۔

کھیلوں کا سامان : کھیلوں کا سامان تیار کرنے کے ضمن میں پاکستان کو خصُوصی مقام حاصل ہے۔ پاکستانی مصنُوعات دیگر ممالک میں بہُت سَراہی جاتی ہیں۔ ترکی بھی اس سلسلے میں ترقّی پذیر ہے۔

چمڑے کا سامان : چمڑے کی مصنُوعات زیادہ تر مراکش، تیونس، الجزائر، ترکی، عراق، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں تیّار ہوتی ہیں۔

برتن سازی کے کارخانے : پاکستان، ایران اور ترکی اچھّی قسم کے برتن بنانے میں مشہُور ہیں۔ پلاسٹک سے برتن بنانے کی صنعت بھی اب ترقّی کی منزل پر گامزن ہے۔

موٹر گاڑیاں، ٹرک : ایران، ترکی، مصر اور پاکستان میں ٹریکٹر، موٹر گاڑیاں اور ٹرک بنانے کے کارخانے موجُود ہیں۔

سوالات

(ا) مختصر جواب دیں۔

1۔ قدرتی وسائل سے کیا مُراد ہے ؟

2۔ مسلم ممالک میں پائی جانے والی معدنیات میں سے دس اہم ترین معدنیات کے نام لکھیں اور یہ کن کن ممالک میں پائی جاتی ہیں ؟

3۔ مُسلم ممالک کی پانچ اہم ترین زرعی اجناس کے نام لکھیں۔ نیز یہ کہ وہ اجناس کن کن ممالک میں پیدا ہوتی ہیں ؟

4۔ مُسلم ممالک کی اہم صنعتی پیداوار کون کون سی ہیں ؟

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو درست ہوں، ان کے سامنے صحیح کا نشان ✓ اور جو غلط ہیں اُن کے سامنے غلط کا نشان × لگائیں۔

I۔ غوار کا چشمہ دُنیا میں تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔

II۔ دُنیا میں تیل کی پیداوار کا ستّر فیصد مسلم ممالک میں دستیاب ہے۔

III۔ مُسلم ممالک میں اچھی قسم کا کوئلہ پاکستان میں پایا جاتا ہے۔

IV۔ پاکستان میں قدرتی گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ سُوئی کے مقام پر دستیاب ہے۔

V۔ کپاس کو 'چاندی کا ریشہ' کہتے ہیں۔

VI۔ مِصر اپنی کپاس کی پیداوار کے لیے دُنیا میں مشہُور ہے۔

VII۔ دُنیا کی قریباً ستّر فی صد پَٹ سَن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔

(ج) عملی کام

مُسلم ممالک کے تین علیٰحدہ علیٰحدہ خاکے بنائیں اور اُن ممالک کی نشاندہی کریں جہاں اہم معدنیات ، زرعی اجناس اور مصنُوعات ہیں۔

8

مُسلم دُنیا کے لوگ

سطحِ زمین پر طبعی خدوخال میں تنوع کی وجہ سے مُسلم دُنیا ایک وسیع و عریض علاقے میں پھیلی ہُوئی ہے۔ دُنیا میں طبعی حالات ہر جگہ ایک جیسے نہیں ہوتے، کہیں ریگستان ہیں تو کہیں سَرسبز و شاداب خطے۔ کہیں پہاڑی علاقے ہیں تو کہیں زرخیز میدان۔ اِسی طرح آب و ہَوا میں بھی تفاوت نظر آتا ہے۔ انھی وجوہات کی بنا پر بعض علاقوں میں آبادی زیادہ ہے اور بعض علاقوں میں نسبتاً کم۔ زیادہ آبادی عام طور پر ایسی جگہ ہوتی ہے' جہاں کی آب و ہَوا اچھی ہو' زمین زرخیز ہو، پانی کی فراوانی ہو، قدرتی وسائل موجُود ہوں، ذرائع آمدورفت آسان اور سستے ہوں، کارخانے عام ہوں، معیشت ترقّی پر گامزن ہو۔ غرضیکہ ایسی تمام سہُولتیں میسّر ہوں جن کی بدولت زندگی آسائش سے گزر سکے۔ اس کے برعکس ایسے علاقے جہاں یہ سب کچھ میسّر نہ ہو یا مطلوبہ ہدف سے کم ہو، وہاں اسی قدر آبادی میں کمی ہوتی نظر آتی ہے۔

تقسیمِ آبادی

دُنیا میں مسلمانوں کی کُل آبادی قریبًا ایک ارب ہے۔ اِس آبادی کا بیشتر حصّہ آزاد اور خود مختار مسلم ممالک میں رہتا ہے۔ مگر ایک خاصی تعداد میں مسلمان اُن علاقوں میں بھی رہتے ہیں، جہاں مسلم حکومت قائم نہیں۔ قطع نظر اِس بات کے کہ مسلمان دنیا میں کِس حصّے پر آباد ہیں، اِن کے خیالات، رسم و رواج، عادات و اطوار دیگر قوموں سے مختلف ہیں اور اِن میں اسلامی تعلیمات کا رنگ واضح طور پر جھلکتا نظر آتا ہے۔

اِنڈونیشیا آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑا مسلم مُلک ہے۔ اس کی آبادی قریبًا 14 کروڑ ہے۔ بنگلہ دیش دُوسرا بڑا مسلم مُلک ہے۔ اس کی آبادی قریبًا دس کروڑ ہے۔ اِس کے بعد پاکستان کا نمبر آتا ہے جس کی آبادی ساڑھے آٹھ کروڑ سے زیادہ ہے۔

مسلم ممالک میں سے وہ ممالک جو گنجان آبادی کے علاقے شمار کیے جاتے ہیں، ان میں انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، ملائیشیا، لبنان، ترکی اور مصر شامل ہیں۔

عراق ، شام ، افغانستان ، نائیجیریا ، سوڈان ، مراکش ، سعودی عرب ، لیبیا ، الجزائر وغیرہ غیر گنجان علاقوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

افریقی مسلم ممالک میں مصر کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ مصر کی آبادی قریبًا 4 کروڑ ہے۔ زیادہ تر لوگ دریائے نیل کی وادی میں آباد ہیں۔ برّاعظم افریقہ کا دُوسرا بڑا مسلم مُلک سوڈان ہے۔ رقبے کے لحاظ سے تو یہ مُسلم دنیا کا سب سے بڑا مُلک ہے ، البتّہ اس کی آبادی صرف دو کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ دیگر افریقی مسلم ممالک مثلاً لیبیا ، تیونس ، الجزائر اور مراکش میں آبادی کم ہے ، البتّہ ان ممالک میں ساحل کے ساتھ اہم تجارتی بندرگاہیں واقع ہیں۔ بن غازی ، طرابلس ، الجزائر ، رباط اور کاسا بلانکا قابلِ ذکر بڑے شہر ہے۔

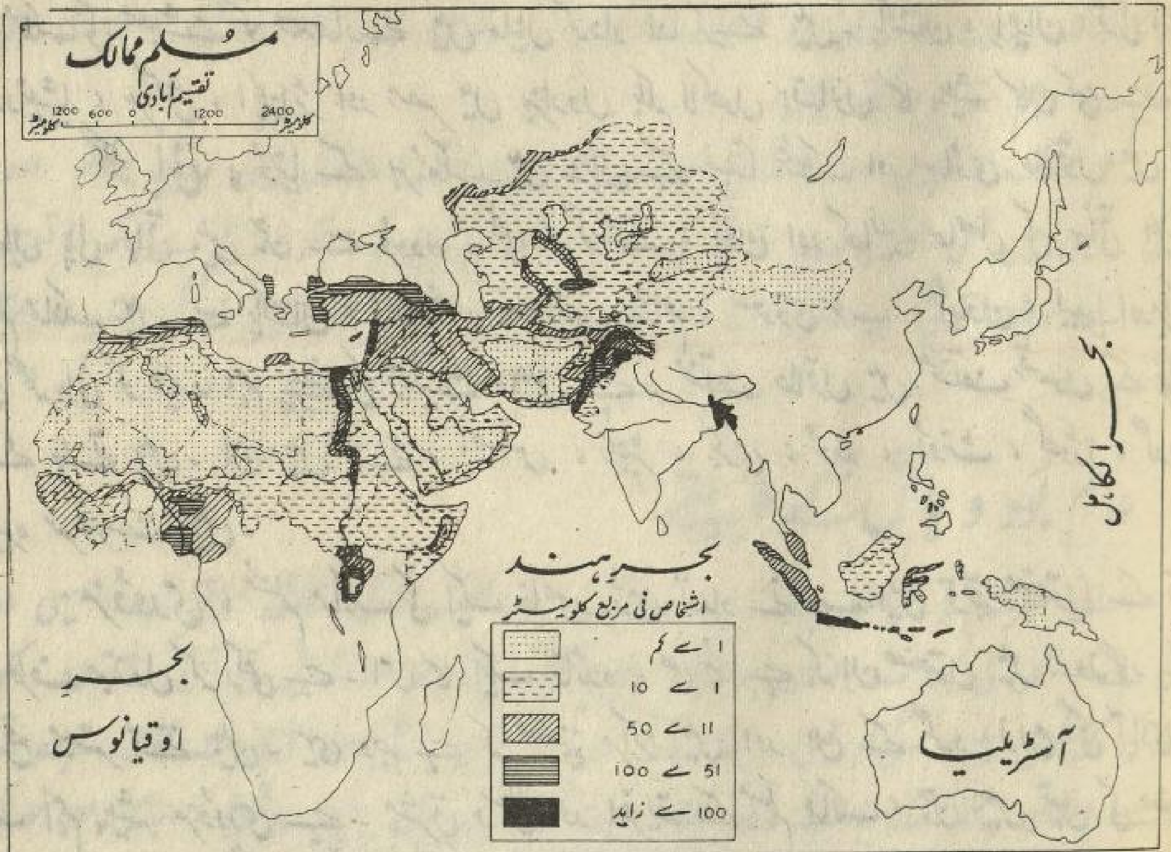
جنوب مغربی ایشیا کے مسلم ممالک میں ترکی سب سے زیادہ آبادی والا مُلک ہے۔ وہاں کی آبادی قریبًا چار کروڑ 60 لاکھ ہے۔ ترکی میں آبادی زیادہ تر شمال مشرقی اور شمال مغربی ساحلی میدانوں میں ہے۔ ترکی کے بعد ایران کا نمبر ہے جہاں آبادی کا زیادہ تر پھیلاؤ بحیرۂ کیسپین کے ساتھ میدانی علاقے میں ہے۔ ایران کے بعد زیادہ آبادی والا علاقہ عراق ہے۔ عراق میں دجلہ و فرات کے میدان کا جنوبی حصّہ اور شام و لبنان میں مغربی ساحلی علاقے گُنجان آباد ہیں۔ باقی علاقے بالعموم کم آبادی والے ہیں۔ البتّہ سعودی عرب اور خلیج کے ساتھ واقع ممالک معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ کئی بستیاں اور بارونق شہر تیزی سے وجود میں آ رہے ہیں اور ان کی آبادی میں بھی بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ ان میں کویت، دوبئی اور شارجہ زیادہ مشہُور ہیں۔ مسلمانوں کے مقدّس شہر بیتُ المقدس ، مکّہ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ بھی اسی جنوب مغربی ایشیا کے خطّے میں واقع ہیں۔

جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک میں بنگلہ دیش ، پاکستان اور جمہُوریہ مالدیپ شامل ہیں۔ جمہُوریہ مالدیپ چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے اور وہاں قریبًا ڈیڑھ لاکھ نفوس آباد ہیں۔

ملائیشیا ایک اور اہم مسلم مُلک ہے۔ اِس کی آبادی قریبًا سوا کروڑ ہے۔

پیشے

مسلم دُنیا میں پیشوں کی تقسیم بھی مختلف علاقوں میں میسّر قدرتی وسائل ، آب و ہوا ، اور پیداوار کی مناسبت سے ہے۔ اہم پیشے درج ذیل ہیں :



زراعت : مسلم ممالک میں زراعت کے پیشے کو اولیّت حاصل ہے۔ اکثر مُسلم ممالک کی قریبًا 70 سے 75 فی صد آبادی کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلّق زراعت سے ہے۔ زراعت سے حاصل ہونے والی کئی اہم فصلیں ایسی ہیں جو مختلف اشیا کی تیّاری کے سلسلے میں بطور خام مال استعمال ہوتی ہیں۔ جن مسلم ممالک میں زراعت کا پیشہ وہاں کے لوگوں کا بڑا پیشہ سمجھا جاتا ہے، ان میں بنگلہ دیش ، پاکستان ، ایران ، عراق ، ترکی ، مصر، انڈونیشیا اور ملائیشیا شامل ہیں۔

ماہی گیری : انڈونیشیا ، بنگلہ دیش ، پاکستان ، الجزائر ، مصر ، لیبیا ، مشرقِ وسطیٰ اور بحیرۂ روم کے ساحلی علاقوں میں ماہی گیری ایک اہم پیشہ ہے۔ دریاؤں اور سمندروں سے مچھلیاں پکڑ کر یہ لوگ نہ صرف مُلکی غذائی ضروریات کو پُورا کرنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں بلکہ انھیں دیگر ممالک کے ہاتھ بیچ کر قیمتی زرمبادلہ کماتے ہیں۔

کان کنی : مسلم ممالک کے وہ علاقے جنھیں قدرت نے معدنیات کے ذخائر سے نوازا ہے، وہاں کے لوگوں کا ایک اہم پیشہ کان کنی ہے۔ لوگ کانوں سے معدنیات نکالتے ہیں

اور مُلک کی معیشت کو سدھارنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان، اِیران، ترکی، عراق، انڈونیشیا، مراکش، الجزائر اور مصر میں ہزاروں بلکہ لاکھوں اِنسانوں کا پیشہ کان کنی ہے۔

گلہ بانی : دُنیا کے ہر مُلک میں وہاں کے نسبتاً خُشک اور پہاڑی علاقوں میں بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں جن سے دُودھ، گھی، گوشت، اُون اور کھالیں حاصل کی جاتی ہیں۔ مسلم ممالک میں سے پاکستان، افغانستان، عراق، شام، سعودی عرب، اُردن، لیبیا اور مراکش میں گلہ بانی کو ایک اہم پیشے کی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف علاقوں میں مختلف قِسموں کے جانور پالے جاتے ہیں۔ ان میں گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، دُنبہ، اُونٹ، گھوڑا، گدھا وغیرہ سرفہرست ہیں۔

مزدُوری : مُسلم ممالک کی ایک خاصی بڑی تعداد نے اب اپنی توجّہ صنعتوں کے قیام کی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہُوا ہے کہ اِن صنعتوں میں روزگار کے مواقع میسّر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صنعتی مراکز میں اور ان کے گرد و نواح کی آبادی کا ایک اہم پیشہ مزدُوری ہے۔ مشرقِ وسطٰی اور افریقہ کے مسلم ممالک، جن میں تیل کی صنعت کو دن دُگنی رات چوگنی ترقّی نصیب ہے، وہاں تیل نکالنے اور صاف کرنے کے نئے نئے کارخانے لگائے جا رہے ہیں۔ اِن کارخانوں میں لاکھوں افراد کو روزگار مہیّا ہو رہا ہے۔ پاکستان بتدریج ایک صنعتی مُلک بنتا جا رہا ہے۔ یہاں کئی صنعتی مراکز قائم ہو چکے ہیں، مثلاً کراچی، لاہور، فیصل آباد، پشاور اور مُلتان وغیرہ۔ ان صنعتی مراکز میں لاکھوں افراد مزدُوری کر کے روزی کماتے ہیں۔ اِسی طرح اِیران، عراق، ترکی، مصر، لیبیا، سوڈان اور مراکش میں بھی کارخانوں میں مزدُوری کرنا ایک اہم پیشہ بن گیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق مسلم ممالک میں قریبًا دس فی صد آبادی فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرتی ہے۔

ملازمت : بیشتر مُسلم ممالک کی آبادی کا ایک خاصا تناسب ملازمت کے پیشے سے وابستہ ہے۔ اِس میں سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری ہر قسم کی ملازمت شامل ہے۔ سرکاری ملازمت کو عام طور پر زیادہ پسند کیا جاتا ہے کیونکہ وہاں معاشی تحفظ نسبتاً زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

دست کاری : مُسلم ممالک میں دست کاری کو بھی ایک پیشے کی حیثیت حاصل ہے۔ اہم دستکاریوں میں قالین بنانا، لکڑی پر عُمدہ کشیدہ کاری کرنا، عمارتوں پر دیدہ زیب

نقش و نگار بنانا، کپڑوں پر کڑھائی اور خوبصورت کام کرنا شامل ہیں۔ مسلمان فنِ دستکاری میں زمانۂ قدیم سے اہم مقام رکھتے ہیں۔

مسلم ممالک اِنفرادی اور اِجتماعی ہر دو سطحوں پر مُختلف پیشوں میں جدید علُوم اور تحقیق کی روشنی میں نئی جہتوں سے ترقّی کی راہ پر گامزن ہیں، تاکہ وہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ ترقّی کی منازل طے کر سکیں اور اپنے لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر سے بہتر ترتیب دیں۔

عام بُود و باش کے طریقے

اِنسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اِسے خُوب سے خُوب تر کی تلاش رہتی ہے، یہی وہ خواہش ہے، جس کی بدولت اِنسان ہر لحظہ نئے انداز اپنانے اور ترقی کی نئی رفعتوں کو چھُونے کی کوشش میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ دراصل یہی ترقّی اور ایجادات کا راز ہے۔ جب سے اِنسان پتّھر کے زمانے سے نِکلا ہے، اُس نے اپنی طرزِ رہائش، لباس اور خوراک کے معاملے میں بتدریج ترقّی کی ہے، حتّٰی کہ آج کا جدید دَور ظہُور پذیر ہُوا۔

پاکستان، مصر اور عراق کی تہذیبوں کا شمار دُنیا کی اوّلین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں اسلامی اصولوں کی گہری چھاپ صاف نظر آتی ہے۔ مسلم دنیا کے کئی اہم علاقوں پر ایک عرصے تک غیر مُلکی تسلّط قائم رہا ہے، مگر اِس کے باوجود وہاں کے بسنے والوں کی بہُت سی اقدار آپس میں مشترک ہیں۔ مُسلمان خواہ وہ کسی بھی خطّے میں آباد ہوں اور ان کا رنگ و نسل خواہ کوئی سا بھی ہو، ان کی آپس میں بہُت سی قدریں مِلتی ہیں مثلاً اُن کے عبادت کرنے کے طریقے، مذہبی رسومات، تہوار، تجہیز و تکفین کے طریقے، رسوم و رواج قریبًا ایک جیسی ہیں۔

یہ امر واضح ہے کہ جغرافیائی حالات اور آب و ہَوا کے اثرات کِسی علاقے کے رہنے والے افراد کے طرزِ لباس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر گرم علاقوں میں عام طور پر ڈھیلے ڈھالے اور ہلکے سُوتی کپڑے پسند کیے جاتے ہیں جب کہ سرد علاقوں میں گرم اُونی کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ خوراک کے اعتبار سے بھی کِسی قدر فرق ہوتا ہے، مثلاً سرد علاقوں میں گوشت، قہوہ وغیرہ اور کم مرچ استعمال کی جاتی ہے، جب کہ گرم علاقوں

میں ٹھنڈے مشروبات اور دُودھ وغیرہ کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ گرم علاقوں میں مرچ بھی نسبتًا زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔

پاکستان اور افغانستان دو قریبی ہمسایہ مُسلمان ممالک ہیں۔یہاں کے لوگوں کے لباس میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔ شلوار قمیص،مرد عورتیں سبھی پہنتے ہیں۔ دیہات میں مکانات کچّے بھی ہیں اور پکّے بھی، البتّہ شہری آبادی میں جدید طرزِ تعمیر کا رُجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مشترکہ خاندان کا رواج بدستور رائج ہے، البتّہ اس میں کسی قدر کمی واقع ہو رہی ہے۔ گندم، گوشت اور دُودھ مرغوب غذا ہے۔ اِنفرادی اور اِجتماعی معیشت میں مرد اور عورتیں دونوں مل کر شانہ بشانہ محنت کرتے ہیں۔

بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور ملائیشیا کی آب و ہوا ملتی جُلتی ہے۔ وہاں کے رہنے والوں کا لباس بھی قریبًا ایک جیسا ہے۔ مرد لُنگی باندھتے ہیں اور قمیص پہنتے ہیں۔ بنگلہ دیش کی خواتین عمومًا ساڑھی زیب تن کرتی ہیں۔ دھوتی پہننے کا بھی رواج ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کی خواتین برمی طرز کے لباس کو ذوق شوق سے پہنتی ہیں۔ لوگ بالعموم سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ شہروں میں البتّہ جدیدیّت رواج پا رہی ہے۔ لوگوں کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ چاول، مچھلی، دال، سبزی مرغوب خوراک ہے۔

اِیران، عراق، لبنان اور مصر کے علاقے کسی قدر مغرب کے اثر میں ہیں۔ البتّہ ایران کی حکومت کی کوشش سے عوام میں اسلامی طرزِ بود و باش رواج پا رہی ہے۔ لوگ کھُلے کھُلے ہوادار مکان پسند کرتے ہیں۔ گاؤں کی خواتین عمومًا گھیردار فراک، تنگ موہری کا پاجامہ اور دوپٹے اوڑھتی ہیں۔ شہری آبادی میں مغربی لباس بھی مروج ہے۔

ترکی کے عوام کے رہنے سہنے کے انداز میں مغربی تہذیب کا اثر اور رجحان نمایاں ہے۔ عراق کے ساحلی علاقوں میں لوگ زیادہ تر خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کھجُور، زیتون کا تیل اور دُودھ ان کی دِل پسند غذا ہے۔

سعودی عرب میں اسلامی قانون کی حکمرانی ہے۔ لوگ بالعموم مہمان نواز، غیوُر اور بہادُر ہیں۔ ان کی پوشاک ڈھیلی ڈھالی سفید کپڑے کی ہوتی ہے۔ سَر پر ایک تین کونہ رُومال باندھ کر ماتھے پر ایک سیاہ پٹّی سے اسے کس دیتے ہیں۔ کھجُور اور اُونٹنی کا دُودھ ان کی مرغوب غذا ہے۔ سعودی عرب میں اعلیٰ نسل کے عربی گھوڑے پالنے کا عام رواج ہے۔ دیہات میں

لوگ اپنے مکان پتّھر کی موٹی موٹی دیواروں سے تعمیر کرتے ہیں۔ شہروں میں جدید زمانے کی آسائشوں سے مزّین گھر تعمیر کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔

دُنیائے اِسلام کے وہ علاقے جو ریگستانی اور پتھریلے ہیں اور جہاں آسائشِ زندگی نسبتاً کم میسّر ہیں، وہاں کے لوگ بالعموم سخت جان، محنتی اور جنگ جُو ہیں۔ اس جسامت کے لوگ دُوسرے علاقوں کے علاوہ، شمالی افریقہ کے ریتلے اور پہاڑی علاقوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

سوالات

(ا) مختصر جواب دیں۔

1۔ براعظم ایشیا کے مُسلم ممالک کے نام لکھیے۔

2۔ مسلم دُنیا کے آبادی کے لحاظ سے پہلے دُوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے ممالک کے نام لکھیے اور ان کی آبادی بھی بتائیے۔

3۔ مسلم ممالک کے تین اہم پیشوں پر مختصر مگر جامع مضمون لکھیں۔

4۔ پاکستان اور سعودی عرب کے لوگوں کے طرز رہن سہن کا موازنہ کریں۔

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں، ان کے سامنے صحیح کا نِشان ✓ لکھیے اور جو غَلَط ہیں، ان کے سامنے غلط کا نشان ✗ لگائیے۔

I۔ مُسلم دُنیا کی آبادی قریبًا ایک ارب ہے۔

II۔ رقبے کے اعتبار سے سوڈان سب سے بڑا مُسلم مُلک ہے۔

III۔ آبادی کے اعتبار سے سوڈان سب سے بڑا مُسلم مُلک ہے۔

IV۔ پاکستان کی آبادی مُسلم ممالک میں دُوسرے نمبر پر ہے۔

V۔ مُسلم ممالک کا سب سے اہم پیشہ کان کنی ہے۔

VI۔ آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا سب سے بڑا مُسلمان مُلک ہے۔

VII۔ مُسلم دُنیا کی کُل آبادی کا قریبًا دس فیصد شعبہ صنعت سے متعلّق ہے۔

(ج) **عملی کام**

مسلم ممالک کے خاکے میں گنجان آباد علاقے اور کم آباد علاقے علٰحدہ علٰحدہ ظاہر کریں۔

9

مُسلم ممالک کی تجارت

یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام معاشی تگ و دو کی بُنیاد تجارت ہے۔ تمام تر ضروریاتِ زندگی کو پُورا کرنے کے لیے افراد اور ممالک کو دوسروں کا دستِ نگر بھی ہونا پڑتا ہے۔ ضروریاتِ زندگی کی جملہ اشیا ہمیں اس وجہ سے دستیاب ہیں کہ یہ بازار میں فروخت ہوتی ہیں اور انھیں ہم اپنی اِستطاعت کے مطابق خرید سکتے ہیں۔ دُنیا کے تمام روزگار اس لین دین کے سلسلے کی بدولت جاری ہیں اور معاشرے کا ہر شخص کسی نہ کسی چیز کی خرید و فروخت میں مصرُوف ہے۔

اکثر و بیشتر ممالک اپنے لوگوں کی جملہ ضرُوریاتِ زندگی کے حصُول کے لیے زیادہ سے زیادہ اندرُونی تجارت پر انحصار کرتے ہیں۔ مگر فی زمانہ کوئی بھی ایسا مُلک نہیں جو اپنی تمام تر ضروریات کو تجارتِ داخلہ سے پُورا کر سکے۔ دُوسرے مُلکوں سے تجارت جسے تجارتِ خارجہ بھی کہتے ہیں، معاشرے کی ترقّی اور بقا کے لیے ازحد ضروری ہے۔

اندرونی تجارت اس کاروبار پر مشتمل ہوتی ہے جو ایک ہی مُلک کے شہری اندرون مُلک ایک دُوسرے سے کرتے ہیں۔ بیرونی تجارت دو مختلف مُلکوں کے باشندوں کے مابین طے شدہ قوانین و ضوابط کے تحت ہوتی ہے۔ تجارتِ داخلہ میں ایک ہی قسم کا زَر، پیمانے اور اوزان ایک ہی قانوُن کے تحت استعمال ہوتے ہیں، لیکن تجارتِ خارجہ کی صُورت میں یہی چیزیں جُداگانہ حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ وہ اشیا جو ایک مُلک کسی دوسرے ملک سے خرید کر اپنے مُلک میں منگواتا ہے، وہ اشیا اس کی درآمدات کہلاتی ہیں اور اس کے برعکس وہ اشیا جو کوئی مُلک کسی دُوسرے مُلک کے ہاتھ بیچتا ہے، وہ اُس کی برآمدات شمار ہوتی ہیں۔ ایک متوازی اور صحت مند معیشت کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کی برآمدات کی مالیّت، درآمدات کی مالیّت سے زیادہ ہو۔ جس قدر برآمدات کی مالیت زیادہ ہو گی، اُسی قدر وہ معیشت مستحکم ہو گی۔

مُسلم ممالک اپنے ہاں پیدا ہونے والی اجناس، معدنیات اور محلِ وقوع کی بدولت زمانۂ قدیم سے تجارتی لین دین اور تجارتی راستوں کے اعتبار سے اہمیّت کے حامل رہے ہیں۔ اِبتدا میں

تجارتی مال میں زیادہ تر ریشمی و سُوتی کپڑا، اُون ، قالین ، مصالحہ جات ، عطر ، زیورات وغیرہ شامل تھے۔ اس زمانے میں بحری راستوں کو زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ بحیرۂ روم سے لے کر بحیرۂ قلزم ، بحیرۂ عرب ، خلیج بنگال اور بحیرۂ جنوبی چین تک ہر سمت مسلمان ملاحوں کی سرگرمیاں نظر آتی تھیں۔ پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں یورپی قوموں نے جب نئے نئے علاقوں کی تلاش شروع کی تو انھیں مُسلمان ملاحوں سے ہی مناسب رہنمائی حاصل ہُوئی۔

موجودہ زمانے میں شعبۂ تجارت میں بھی ہر لحاظ سے ترقّی ہُوئی ہے۔ ایک تو اشیائے تجارت میں نئی نئی اشیا شامل ہو گئی ہیں اور دُوسرا بحری راستوں کے ساتھ ساتھ ہَوائی نقل و حمل بڑی اہمیت اِختیار کر گئی ہے۔ مُسلم ممالک سے زرعی اجناس ، کپاس ، پٹ سَن ، چائے ، چاول ، قہوہ خاصی مقدار میں برآمد ہوتے ہیں۔ اِن کے علاوہ معدنی تیل اور خام معدنیات کا بھی ایک بڑا حصّہ مُسلم ممالک سے برآمد کیا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پُوری دُنیا میں پٹرولیم کا 40 فیصد مُسلم ممالک سے برآمد ہوتا ہے۔ گزشتہ قریبًا چوتھائی صدی سے مُسلمان ممالک اپنی صنعتی اِستعداد کو بڑھانے کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ضروریات کا بیشتر مشینی سامان و دیگر آلات دوسرے ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔

مُسلم ممالک کی درآمدات و برآمدات کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اہم برآمدات

کپاس اور سوتی کپڑا: وادئ نیل اور وادئ سندھ کا علاقہ زمانۂ قدیم سے اعلیٰ کپاس کی پیداوار اور سُوتی کپڑے کے لیے مشہور ہے۔ ان کے علاوہ عراق ، سوڈان اور یوگنڈا میں بھی خاص کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ اپنی ضروریات پوری کر لینے کے بعد جو کپاس مسلم ممالک کے پاس بچ جاتی ہے وہ دیگر ممالک کے ہاتھوں بیچ دی جاتی ہے۔ روئی خریدنے والے ممالک میں برطانیہ ، جرمنی ، فرانس اور جاپان سرفہرست ہیں۔ اب چونکہ کپڑا تیار کرنے کی صنعت بھی خاصی ترقی کر گئی ہے ، اس لیے سُوت اور سُوتی کپڑا بھی جاپان اور امریکہ کو برآمد کیا جاتا ہے۔ رُوئی اور اِس کی مصنوعات عراق ، ایران ، عرب امارات اور بنگلہ دیش کو بھی بھیجی جاتی ہیں۔

پٹ سَن: دُنیا میں سب سے زیادہ پٹ سَن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش پٹ سن اور اس کی مصنوعات قریبًا تمام مسلم ممالک کو مہیا کرتا ہے۔ ان ممالک کے علاوہ جو دیگر

ممالک پٹ سَن کے خریدار ہیں، ان میں برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی، روس اور جاپان شامل ہیں۔

چاول : ویسے تو چاول کئی مسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے مگر بیشتر ممالک صرف اپنی ضرورت کے مطابق چاول کاشت کرتے ہیں۔ پاکستان اور مصر میں اعلیٰ قسم کا چاول پیدا ہوتا ہے جو بنگلہ دیش کویت، قطر، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، جرمنی اور برطانیہ کو برآمد کیا جاتا ہے۔

ربڑ : دُنیا میں سب سے زیادہ ربڑ پیدا کرنے والے ممالک میں ملائیشیا اور اِنڈونیشیا شامل ہیں۔ ان ممالک میں ربڑ کی صنعت کو زیادہ ترقی حاصل نہیں ہو سکی اِس لیے بیشتر ربڑ خام حالت ہی میں دیگر ممالک کو جن میں جرمنی، فرانس، برطانیہ اور جاپان سرِفہرست ہیں، بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں سے مُسلم ممالک ربڑ کی مصنوعات خریدتے ہیں۔ حال ہی میں مسلم ممالک نے بھی خام ربڑ سے مصنوعات تیار کرنے کی طرف توجّہ دینا شروع کی ہے۔

چائے اور قہوہ : اِنڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش میں چائے بڑی مقدار میں کاشت ہوتی ہے۔ اِن ممالک کی چائے مُسلم ممالک کے علاوہ برطانیہ کو بھی بھیجی جاتی ہے۔ مسلم ممالک میں سب سے زیادہ قہوہ انڈونیشیا برآمد کرتا ہے۔ اِس کے علاوہ سینیگال اور کیمرون بھی چائے برآمد کرتے ہیں۔

پھل اور سبزیاں : مُسلم ممالک میں تازہ اور خُشک پھل کی بھی تجارت ہوتی ہے۔ پاکستان سے خشک پھل اور سبزیاں خاصی مقدار میں خلیج فارس کے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔

معدنی تیل : مُسلم ممالک کی اہم ترین معدنی دولت معدنی تیل ہے۔ یہ ممالک ابھی تک تیل کو صاف کرنے اور اس سے دیگر مصنوعات بنانے کے سِلسلے میں زیادہ ترقی نہیں کر پائے، اِس لیے ان کا بیشتر تیل خام حالت میں ہی دوسرے مُلکوں کے ہاتھوں بیچ دیا جاتا ہے۔ البتّہ اب تیل کی مصنوعات تیّار کرنے کے لیے مختلف ممالک باہمی تعاون کے ذریعے کارخانے قائم کر رہے ہیں۔

تیل برآمد کرنے والے مسلم ممالک میں سعودی عرب، کویت، عراق، ایران، متحدہ عرب امارات، لیبیا، اِنڈونیشیا اور برونائی دارالسّلام شامل ہیں۔ معدنی تیل کے اہم خریدار یورپی ممالک اور جاپان ہیں۔

ان اشیا کے علاوہ موریطانیہ خام لوہا، نائیجر یورینیم اور نائیجیریا تانبا یورپی ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔

اہم درآمدات

مسلم ممالک زرعی پیداوار اور خام معدنیات کے اعتبار سے تو مالا مال ہیں البتہ ان کے ہاں ابھی تک وہ ٹریننگ اور مشینری موجود نہیں جس سے وہ اپنے وسائل کو بطریق احسن بروئے کار لا سکیں اور زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کما سکیں۔ ماضی قریب میں مسلمان ممالک نے اس سمت خصوصی توجہ دی ہے جس کی وجہ سے صُورتِ حال آہستہ آہستہ بہتر ہوتی جا رہی ہے۔

مسلم ممالک مشینری ، انجینئرنگ کا سامان ، زرعی آلات اور متعدّد متفرق اشیا بڑی مقدار میں درآمد کرتے ہیں۔ ان درآمدی اشیا میں بحری و ہوائی جہاز ، ریلوے انجن ، ٹریکٹر ، کاریں ، سکوٹر ، ٹیلی وژن ، کمپیوٹر ، گھڑیاں ، مصنُوعی ریشہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام اشیا امریکہ ، برطانیہ ، فرانس ، اٹلی ، سویڈن ، رومانیہ ، جرمنی ، رُوس ، چین اور جاپان سے درآمد کی جاتی ہیں۔

مسلم ممالک اس درآمد کی جانے والی مشینری کی مدد سے کئی نئے کارخانے لگا رہے ہیں۔ توقّع ہے کہ اگر رفتار برقرار رہی تو مسلم ممالک نہ صرف یہ کہ اپنی درآمدات میں کمی کرسکیں گے بلکہ اپنے ہاں کے خام مال سے بہتر مصنوعات تیّار کر کے قیمتی زرمبادلہ بھی وافر مقدار میں کمانے کے قابل ہو سکیں گے۔

تجارتی راستے

جب تک جدید ذرائع آمدورفت و رسل و رسائل ایجاد نہیں ہُوئے تھے ، بیشتر ممالک کے مابین تجارت محدُود پیمانے پر ہوتی تھی۔ مگر اب موٹر ، ٹرک ، ریل ، بحری و ہوائی جہاز کی ایجاد نے اِنسانی سفر کو بھی سہل کر دیا ہے اور تجارت کو بھی فروغ حاصل ہُوا ہے۔ اندرونِ مُلک تو زیادہ تر تجارت ٹرکوں ، بسوں یا ریلوں کے ذریعے ہوتی ہے مگر بیرونی ممالک کے ساتھ تجارت ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کے ذریعے ہوتی ہے۔

مسلم ممالک کا آپس میں اور دیگر ممالک کے ساتھ بحری راستوں سے اہم رابطہ قائم ہے۔ تُرکی ، پاکستان اور انڈونیشیا کے تو اپنے بحری جہاز ہیں ، جن کے ذریعے وہ تجارت کے سامان کا لین دین کرتے ہیں۔ یہ مال بردار بحری جہاز مختلف بحری راستوں پر چلائے جاتے ہیں۔

مسلم ممالک کی اہم بندرگاہیں بحرِ اوقیانوس کے ساحل پر رباط اور لاگوس ہیں۔ بحیرۂ رُوم

کے ساحل پر الجزائر، تیونس، طرابلس، سکندریہ، پورٹ سعید اور ازمیر کی بندرگاہیں واقع ہیں۔ استنبول بحیرۂ اسود کی اہم بندرگاہ ہے۔ بحیرۂ قلزم میں سویز اور جدّہ، خلیج فارس میں کویت، بصرہ، آبادان اور بندر عبّاس اہم بندرگاہیں ہیں۔ بحیرۂ عرب کی اہم بندرگاہ کراچی ہے۔ خلیج بنگال میں چالنا اور چٹاگانگ اہم بندرگاہیں ہیں۔ آبنائے ملاکا میں کوالالمپور اور جکارتہ اہم بندرگاہیں ہیں۔

فی زمانہ بڑے بڑے ہوائی جہازوں سے مال برداری کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اِس سے وقت کی بچت بھی ہوتی ہے اور سامان نسبتاً محفوظ بھی رہتا ہے۔ مسلم ممالک میں سے اکثر نے اپنی ہوائی کمپنیاں قائم کر رکھی ہیں۔ ان میں پی۔آئی۔اے، السعودیہ، ایران ہوا پیمائی، طیران مصر اور طیران الکویت نسبتاً اہم ہیں۔

مُسلم ممالک میں واقع ہوائی اڈوں میں رباط، قاہرہ، استنبول، بیروت، عمان، جدہ، تہران، ڈھاکہ، کراچی اور جکارتہ زیادہ اہم ہیں۔ کراچی کا ہوائی اڈہ تو اہم ترین شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ ہوائی جہاز خواہ مشرق کو جائیں یا مغرب کو، انھیں اپنی ضرورت کے پیشِ نظر کراچی کے ہوائی اڈے سے استفادہ کرنا ہوتا ہے۔

مُسلم ممالک کے مابین تجارتی تعلّقات

مُسلم ممالک کا شمار ترقّی پذیر مُلکوں میں ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر کے ہاں خام مال فاضل مقدار میں پیدا ہوتا ہے مگر ان کے پاس ضروری صنعتی مشینری میسّر نہیں کہ وہ اِس خام مال سے صحیح معنوں میں فائدہ اُٹھا سکیں۔ لہٰذا یہ ممالک تیار شدہ مال کے حصُول کے لیے ترقی یافتہ ممالک کی طرف رجُوع کرنے پر مجبُور ہیں۔ البتّہ اب کئی مسلم ممالک تیزی سے کارخانے لگا رہے ہیں تاکہ خام مال کے بجائے مصنوعات کی تجارت کو فروغ مِل سکے۔ اِس سِلسلے میں اِسلامی ممالک کی تنظیم نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب کئی مسلم ممالک نے آپس میں مشترکہ تجارتی کمپنیاں قائم کی ہیں۔ اِن کے علاوہ سرمایہ کاری کی کارپوریشن اور مشترکہ بحری جہازوں کی کمپنیاں بھی قائم کی گئی ہیں۔ اِسلامی بینک کا قیام جدہ میں عمل میں آ چکا ہے۔ یہ بینک پیداوار کو بڑھانے اور تجارت کی غرض سے مسلم ممالک کو سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ اِن اقدامات کی بدولت مسلم ممالک کے مابین برآمدات اور درآمدات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، نیز ضرورت کی اشیا نسبتاً آسانی سے میسّر آنے لگی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تجارت فروغ پا رہی ہے اور لوگوں کا معیارِ زندگی

بہتر ہو رہا ہے۔

سوالات

(الف) 1- اندرونی تجارت اور خارجہ تجارت سے کیا مُراد ہے ؟

2- مُسلم ممالک کی اہم برآمدات اور درآمدات کون کون سی ہیں ؟

3- مسلم دنیا کے اہم ہوائی اڈّوں کے نام لکھیں۔

4- دُنیائے اسلام کی اہم بندرگاہیں کون کون سی ہیں ؟

(ب) درج ذیل میں سے جو صحیح ہیں، ان کے سامنے "ص" اور جو غلط ہیں، اُن کے سامنے "غ" لکھیں۔

I- دُنیا میں سب سے زیادہ معدنی تیل مُسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔

II- پاکستان میں ادنیٰ قسم کا چاول کاشت ہوتا ہے۔

III- دُنیا میں سب سے زیادہ پٹ سَن پاکستان میں پیدا ہوتی ہے۔

IV- بحیرۂ عرب کی اہم بندرگاہ کویت ہے۔

V- اسلامی ممالک کی تنظیم نے مُسلم ممالک کے مابین تجارت کو فروغ دینے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

(ج)

عملی کام

1- مسلم ممالک کے خاکے میں اہم بندرگاہیں دِکھائیں۔

2- مسلم ممالک کے خاکے میں اہم ہوائی اڈے ظاہر کریں۔

10

پاکستان میں شہری زندگی

ہم سب پاکستان کے شہری ہیں۔ شہری ہونے کی وجہ سے ہر فرد کے کچھ حقوق اور فرائض ہیں۔ ہر شہری کا حق ہے کہ حکومت اس کے جان اور مال کی حفاظت کرے، ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرے، جائز کاروبار کے ذریعے روزی کمانے کی سہولتیں مہیا کرے اور اسے معاشرتی و سیاسی سرگرمیوں میں شریک ہونے کے ضروری مواقع فراہم کرے۔

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ مُلک کا وفادار رہے اور مُلکی قوانین و ضوابط کی پابندی کرے۔ اگر کوئی ذمّے داری کسی شہری کے سپُرد کی جائے تو وہ اسے بطریق احسن نبھائے۔ ایک شہری کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ دُوسرے شہریوں سے مِل جُل کر رہے اور اپنے قول و فعل سے کسی کو نُقصان نہ پہنچائے نیز درپیش مُعاشرتی مسائل کو مِل جُل کر حل کرے تاکہ افراد اور معاشرہ دونوں ترقّی کریں۔

شہری چاہے شہروں میں رہتے ہوں یا دیہی علاقوں میں، انھیں بہُت سے مسائل اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اِن میں خوراک، رہائش، تعلیم، صحت و صفائی اور دیگر ضروری آسائشِ زندگی فراہم کرنے کے مسائل بڑی اہمیّت کے حامل ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مقامی سطح پر کئی ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ ان میں یونین کونسلیں، میونسپل کمیٹیاں اور ضلع کونسلیں شامل ہیں۔ انھیں مقامی حکومت خُودِ اختیاری کا نام دِیا جاتا ہے۔

مقامی حکومت خُودِ اختیاری سے مُراد وہ ادارے ہیں جو مقامی سطح پر لوگوں کی رائے سے قائم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ مخصوص مقامی مسائل کو حل کر کے نہ صرف ایک فرد بلکہ اپنے پُورے علاقے کی ترقّی کے لیے اقدامات کریں۔ مقامی حکومت خُودِ اختیاری سے باہمی تعاون بڑھتا ہے اور اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت علاقے کی بہتری کے لیے اقدامات ممکن ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی حکومت خُودِ اِختیاری سے لوگوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسائل اپنی کوششوں سے حل کرنے کی صلاحیّت رکھتے ہیں۔

صُوبۂ پنجاب میں مقامی حکومت خُود اختیاری کا نظام مندرجہ ذیل کونسلوں پر مشتمل ہے۔ یُونین کونسل، تحصیل کونسل اور ضلع کونسل۔ شہری علاقوں میں یہ نظام ٹاؤن کمیٹی، میونسپل کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن پر مشتمل ہوتا ہے۔

ان کونسلوں کے ممبران کو منتخب کرنے کے لیے 1979ء اور 1983ء میں انتخابات منعقد ہُوئے تھے۔

یُونین کونسل :

دیہی علاقوں میں مقامی حکومت خُود اختیاری کی بنیادی اکائی یونین کونسل ہے۔ اِس کے ممبران کا اِنتخاب عوام خُود کرتے ہیں۔ عمُومًا اس کے ممبران کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یُونین کونسل میں کسانوں، عورتوں اور اقلیتی فرقے کے لوگوں کو بھی نمائندگی دی جاتی ہے۔

یونین کونسل کے اہم فرائض میں علاقے کے لوگوں کو بنیادی شہری سہولتیں مہیّا کرنا شامل ہے۔ بجلی اور پانی کا بندوبست، سڑکوں، نالوں، پلوں، کنوؤں اور تالابوں کی تعمیر و حفاظت قابلِ ذکر ہیں۔ سکولوں، صحت کے مراکز اور دیگر فلاحی اداروں کی دیکھ بھال اور علاقے کی صفائی کا بندوبست کرنا بھی ان کی ذمّہ داری ہے۔

تحصیل کونسل :

یونین کونسل سے ایک درجہ اوپر تحصیل کونسل ہے جو کہ ایک انتظامی تحصیل کے علاقے پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی ہر تحصیل میں ایک تحصیل کونسل ہوتی ہے۔

تحصیل کونسل وہ فرائض ادا کرتی ہے جو وقتاً فوقتاً حکومت اور ضلع کونسل اُس کے سُپرد کرتی ہے۔ اس کا تعلق تحصیل کے علاقے کی اجتماعی ترقی اور رفاہِ عامہ سے ہوتا ہے۔

ضلع کونسل : ضلع کونسل پورے ضلع کے علاقے کے لیے قائم کی جاتی ہے۔ اِس کے ممبر منتخب کیے جاتے ہیں۔ اس میں مزدُوروں، خواتین اور کسانوں کے نمایندے بھی ہوتے ہیں۔

ضلع کونسل کے اہم فرائض درج ذیل ہیں۔ سڑکیں بنوانا، اُن کی دیکھ بھال کرنا اور مرمّت کرنا، درختوں اور پبلک پارکوں وغیرہ کی دیکھ بھال، زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے ضروری اِقدامات کرنا، چھوٹی صنعتوں کی ترقّی، جانوروں کی دیکھ بھال، چراگاہوں کا قیام اور مُرغی خانے قائم کرنا، قومی تہواروں، میلوں اور نمائشوں کا انعقاد کرنا، طلبہ کو وظائف دینا، تعلیم بالغاں کا

بندوبست اور عوام کی فلاح کے لیے ضروری اقدامات کرنا۔

شہری علاقوں کی کونسلیں :

ٹاؤن کمیٹی کے ممبران کی تعداد آبادی کے تناسب سے نو سے پندرہ ممبر تک ہوتی ہے، جنھیں علاقے کے بالغ شہری اپنے ووٹ سے منتخب کرتے ہیں۔

جن شہروں کی آبادی بیس ہزار سے زیادہ ہوتی ہے، وہاں میونسپل کمیٹی قائم کی جاتی ہے۔ میونسپل کمیٹی کے ممبران کی تعداد پندرہ سے پینتیس تک ہوتی ہے۔ عورتوں، مزدوروں اور اقلیتوں کو بھی نمایندگی دی جاتی ہے۔

بہت بڑے شہروں میں میونسپل کارپوریشن قائم کی جاتی ہے، مثلاً لاہور میں میونسپل کارپوریشن قائم ہے۔ ان کونسلوں میں بھی عورتوں اور مردوں کو نمایندگی دی جاتی ہے۔ میونسپل کارپوریشن کے ممبران کا انتخاب براہِ راست ہوتا ہے۔

ان شہری کونسلوں کے اہم فرائض یہ ہیں۔ سڑکوں کی تعمیر، مرمت اور روشنی کا بندوبست، علاقے کی صفائی اور صحت عامہ کے لیے ضروری سہولتیں مہیا کرنا، تفریح گاہیں اور کھیل کے میدان بنانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا، ہسپتال قائم کرنا اور بیماری یا وبا کی روک تھام، فائر بریگیڈ اور اور سول ڈیفنس کے مراکز قائم کرنا، پانی کی فراہمی اور نکاس، مذبح خانے کے انتظامات، ڈیری فارم اور لائیو سٹاک کی ترویج کے لیے اقدامات۔

مقامی حکومت خود اختیاری کے اداروں کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مقامی سطح پر اقدامات کر کے عام شہری کو زندگی کی بہتر سہولتیں مہیا کی جائیں اور مقامی مسائل کو جہاں تک ممکن ہو سکے، مقامی سطح پر طے کیا جائے۔ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے حکومت رقم مہیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کونسلیں اپنے علاقوں میں مقامی ٹیکس اور چونگی وغیرہ لگا کر اپنے اخراجات پورے کرتی ہیں۔ بہت سے منصوبے "اپنی مدد آپ" کے جذبے کے تحت مکمل طور پر مقامی رضاکارانہ وسائل سے پایۂ تکمیل تک پہنچائے جاتے ہیں۔

کنٹونمنٹ بورڈ :

کئی شہروں کے قریب فوجی چھاؤنیاں قائم ہیں۔ اُنھیں انتظامی طور پر شہر سے الگ رکھا جاتا ہے۔ چھاؤنی کے علاقوں میں مقامی مسائل کو حل کرنے اور شہری سہولتوں کو خاطر خواہ انداز میں مہیا کرنے کے لیے کنٹونمنٹ بورڈ قائم کیے جاتے ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ چھاؤنی کے

علاقے میں وہی فرائض سَرانجام دیتا ہے جو شہری علاقے میں میونسپل کمیٹی کے سُپرد ہوتے ہیں۔

صحّت و صفائی

ہمارے شہروں اور دیہات کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ آبادی بڑھنے کے اس رُجحان سے جو معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان میں صحت اور صفائی کے مسائل بھی شامل ہیں۔

صحت اور صفائی کا ایک دوسرے سے بہُت قریبی تعلّق ہے۔ اگر محلّوں، دیہات اور شہروں میں ضروری صفائی کا بندوبست نہ کیا جائے اور ہر طرف گندگی کو پھیلنے دیا جائے تو شہریوں کی صحت کو نقصان پہنچنا شروع ہو جاتا ہے۔ جب تک صفائی کا خیال نہ رکھا جائے، اچھّی صحّت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ صفائی اور صحّت کا خیال رکھے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذاتی جائے رہائش اور کام کی جگہ کی صفائی کا خیال رکھے۔ ذاتی صفائی سے مُراد یہ ہے کہ وہ جسم کے تمام اعضا کی صفائی رکھے۔ ہاتھ، مُنہ، دانت اور ناخنوں کی صفائی ضروری ہے۔ صاف سُتھرا لباس پہنے، کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا اچھّی عادت ہے۔ دانتوں کی باقاعدہ صفائی بھی اچھّی صحت کے لیے ضروری ہے۔

ذاتی صفائی کے علاوہ اپنا گھر، سکول، کام اور کھیلنے کی جگہ کی صفائی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان جگھوں میں غلاظت پھیلی ہُوئی ہو گی تو صحت کے خراب رہنے یا بیمار ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اپنے گھروں کی صفائی کر کے کوڑا کرکٹ گلی اور کوچے میں پھینک دیتے ہیں۔ یہ بہُت غلط عادت ہے، کیونکہ صرف گھر کو صاف رکھنا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے محلّے، گلی اور سڑک کی صفائی کی طرف بھی توجّہ دینا ضروری ہے۔ صاف سُتھرے محلّے، رہنے والوں کے اچھے ذوق کا پتا دیتے ہیں۔ صفائی و سُتھرائی کے بعد کوڑے کرکٹ کو اس کے لیے مخصوص کردہ جگہ پر ڈال دینا چاہیے۔

ان اقدامات سے صحّت مند ماحول کو فروغ ملتا ہے اور لوگ بہُت سی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ یونین کونسل یا میونسپل کمیٹی کی طرف سے قائم کردہ باغات اور سیرگاہوں میں چہل قدمی کرنے سے بھی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ باغات اور سیرگاہیں تمام لوگوں کے استعمال کے لیے

ہوتی ہیں ۔ ان کی صفائی کا خیال رکھنا ہم سب کا فرض ہے ۔ ان میں لگے ہوئے پھولوں ، پودوں اور درختوں کو خراب نہیں کرنا چاہیے تاکہ ان کی خوبصورتی قائم رہ سکے ۔

اگر کسی ملک کے لوگ صحت مند ہوں گے تو وہ لوگ اپنے فرائض منصبی بخوبی سر انجام دے سکیں گے جس سے ملک ترقی کرے گا اور لوگ خوش حال رہیں گے ۔

اسلام نے جسم اور لباس کی صفائی اور پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے ۔ ماحول کی صفائی کو بھی اہمیت دی گئی ہے ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صفائی کو ایمان کی صفات میں سے ایک صفت قرار دیا ہے ۔ ہم سب کا ذاتی ، معاشرتی اور اسلامی فرض ہے کہ صاف ستھرے انداز اور ماحول میں زندگی گزاریں ۔ ایسا کرنے سے ہماری صحت اچھی رہے گی اور ہم بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے ۔

سوالات

(ا) مختصر جواب دیں ۔

1- مقامی حکومت خود اختیاری سے کیا مراد ہے ؟

2- یونین کونسل کیا کیا کام کرتی ہے ؟

3- ضلع کونسل کے اہم فرائض کون کون سے ہیں ؟

4- صحت اور صفائی کی اہمیت پر نوٹ لکھیں ۔

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو درست ہیں، ان کے سامنے ✓ نشان لگائیں ۔

I- یونین کونسلیں اور ضلع کونسلیں مقامی حکومت خود اختیاری کے ادارے ہیں ۔

II- اچھی صحت کے لیے صفائی بڑی اہم ہے ۔

III- بڑے شہروں میں میونسپل کارپوریشن قائم کی جاتی ہے ۔

IV- مقامی حکومت خود اختیاری کی مختلف سطحوں پر مزدوروں ، کسانوں اور خواتین کو بھی نمایندگی حاصل ہے ۔

(ج) **عملی کام**

مقامی حکومت خود اختیاری کے مختلف اداروں کو ایک چارٹ کی مدد سے واضح کریں ۔

اپیل

کتاب بہترین ساتھی ہے
اس سے پیار کیجیے
اسے ضائع ہونے سے بچائیے

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ایک قومی ادارہ ہے جو پنجاب کے طلبہ کے لیے معیاری اور سستی نصابی کتب بروقت مہیا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ مگر کچھ جعل ساز ناجائز منافع کے لیے بورڈ کی شائع کردہ کتب کے جعلی ایڈیشن گھٹیا کاغذ پر ناقص طباعت کے ساتھ مارکیٹ میں فروخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بورڈ کو مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ اس کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ طلبہ اور والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ ایسی کتب کی اطلاع بورڈ کو دیں تاکہ ضروری سدِباب کیا جا سکے۔ بورڈ کی نصابی کتابوں کی نشاندہی بورڈ کے اس نشانِ خصوصی سے ہوتی ہے جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

سیّد فضل حسین

چیئرمین

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

21-ای-2-گلبرگ-3-لاہور

تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ۔ لاہور۔
منظور کردہ۔ قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان۔

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد   کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان   ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام   قوتِ اخوتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت   پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچم ستارہ و ہلال   رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال   جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

تاریخ اشاعت	طباعت	ایڈیشن	تعداد اشاعت
مارچ 1989	اول	اول	1,46,000

53695
قیمت
4.70

سیریل نمبر